ALLAM IQBAL OPEN UNIVERSITY

Islamiat Compulsory
اسلامیات لازمی

B.A Examination

حل شدہ پرچے

خزاں 2006ء - خزاں 2004ء

Department of IsiamIat CompuIsory

ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY, ISLAMABAD

MASTER

کورس: اسلامیات | سمسٹر خزاں 2004ء
سطح: بی اے (416) | کل نمبر: 100

سوال نمبر 1۔ درج ذیل احادیث کا ترجمہ کریں؟

(الف): کن حسن اسلام المرء ترکہ ماہ یعنیہ

__ترجمہ__: ایک آدمی کے ایمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اسکا کچھ تعلق نہ ہو۔

__تشریح__: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسلم کے اچھا مسلمان ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے بے غرض رہے جس سے اسکا کوئی تعلق نہ ہو جو بے متصد ہے اور جس سے اسکا کوئی دینوی مفاد وابستہ ہے اور نہ اس سے اخروی فلاح و بہبود حاصل کرنے کی توقع ہے ایک مسلم میں یہ خوبی ہونی چاہیے کہ وہ بےکار اور بے فائدہ چیزوں سے کوئی واسطہ نہ رکھے مطلب کی چیزوں سے تعلق رکھے۔ اور غیر متعلق چیزوں سے کنارہ کشی کا شیوہ اختیار کرے یہ حدیث اپنے دامن میں بےحد وسعت اور جامعیت رکھتی ہے۔ اس میں بےکار افعال و اقوال، لغو قسم کی گفتگو، بےکار کھیلیں مثلاً تاش، شطرنج وغیرہ اور تمام ایسی مصروفیات آ جاتی ہیں جن سے دینی یا دینوی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا انسان کا کوئی لمحہ بےکار کاموں میں صرف نہیں ہونا چاہیے۔

(ب): لا تغضب فردو مرازا حالا تغضب

__ترجمہ__: ''غصہ نہ کر'' اس نے کئی مرتبہ یہ سوال دہرایا آپؐ نے فرمایا تو غصے نہ ہوا کر۔

__تشریح__: ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہؐ مجھے نصیحت فرمایئے آپؐ نے فرمایا غصہ نہ ہوا کر سائل نے پھر اپنا سوال دہرایا اس کا خیال تھا کہ شاید آنحضورؐ اس نصیحت میں کچھ اضافہ فرمائیں گے مگر خلاف توقع آپؐ نے پھر وہی الفاظ دہرائے اس نے کئی مرتبہ اپنا سوال دہرایا مگر آپؐ نے ہر بار اس سوال کا یہی جواب دیا۔ غالباً سائل غضبناک مزاج کا حامل تھا۔ اس لیے رسولؐ نے اسے بار بار وہی نصیحت فرمائی۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم بھی رسولؐ کی نصیحت پر عمل کریں۔

سوال نمبر 2۔ عقیدہ سے کیا مراد ہے؟ نیز توحید کی اہمیت بیان کریں؟

__عقیدہ توحید__: قرآن کریم میں لفظ توحید تو استعمال نہیں ہوا البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے ''واحد'' اور ''احد'' کے نام آنے کی بنا پر اور اس موضوع پر قرآن کریم کی بکثرت تفصیلات کے لیے بطور ایک عنوان کے یہ اصطلاح اختیار کی گئی۔ اس لیے عربی میں ایک اور لفظ وحدانیہ بھی ہے مگر زیادہ مشہور اصطلاح ''توحید'' یہی ہے۔

__توحید کی اہمیت__:۔ توحید کی اہمیت پر مختصر بات پہلے کرتے ہیں تاہم اب ہم اس کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ توحید کا مضمون قرآن کریم میں بار بار کئی مرتبہ اور کئی طریقوں سے بیان ہوا ہے۔ مثلاً

www.pakeducationzone.com

1۔ اللہ کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں ہیں۔

یہ عبارت قرآن کریم میں ۱۲ جگہ آئی ہے۔

2۔ اس اللہ کے سوا کوئی بھی الٰہ نہیں ہے۔

یہ عبارت قرآن کریم میں ۳۰ دفعہ دہرائی گئی ہے۔

3۔ خود اللہ تعالیٰ نے متکلم کے صیغہ میں ہے کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

۳ جگہ آیا ہے۔

4۔ تم سب کا الٰہ ایک ہی ہے۔

یہ بات قرآن کریم میں ۶ جگہ بیان ہوئی ہے۔

5۔ بات صرف یہ ہے کہ الٰہ صرف ایک ہی ہے۔ کہیں بات تو صرف اتنی ہے کہ وہی اکیلا ہے۔ کہیں اللہ کے سوا کسی طرح کا کوئی الٰہ ہے ہی نہیں۔ اور کہیں تمہارا اس کے سوا کوئی اور کسی طرح کوئی الٰہ نہیں ہے۔ کہہ کر مختلف طریقوں سے یہی مضمون ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ پورے قرآن کریم میں اسم جلالت ''اللہ'' کل 2696 دفعہ آیا ہے۔ اور لفظ'' الٰہ '' جگہ اور ''الٰھہ'' (الٰہ کی جمع) کل 36 جگہ آیا ہے۔ قرآن کریم میں یہ بات متعدد بار مختلف طریقوں سے اور مختلف سورتوں میں بیان ہوئی ہے۔ کہ تمام انبیا اور رسولوں کی تعلیم میں توحید ہی سرفہرت تھی۔ کسی بھی بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کا پیغمبرانہ طریقہ یہی ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ توحید درست اور مضبوط کیا جائے۔ خود ہمارے نبیؐ نے اپنی دعوت کا آغاز اسی سے فرمایا۔

قرآن کریم نے صرف یہ ہی نہیں سمجھایا کہ توحید کتنی اہم اور ضروری ہے بلکہ یہ بھی وضاحت سے سمجھایا کہ توحید کسے کہتے ہیں۔

سوال نمبر 3۔ عبادت کا عقیدے سے کیا تعلق ہے؟ نیز حج کے مقاصد اور منافع بیان کریں؟

عبادت کے عقیدے سے تعلق:۔ یہ عقیدہ یا ایمان خود بخود آدمی سے عمل بلکہ عقائد کے مطابق عمل کا تقاضا کرتا ہے۔ حق اور سچ میں یہ تاثیر ہے کہ جب دل و دماغ میں اترتا ہے تو فوراً عمل میں اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر کوئی زبان سے حق قبول کرے یا ایمان لانے کا اقرار کرے تو اس کے قول کی صداقت کا پہلا امتحان (tast) بھی یہ ہی ہے۔ کہ اس ''حق'' یا ''ایمان'' کے عملی مطالبے اور تقاضے پورے کرنے پر آمادہ بھی ہے یا نہیں؟ عقیدے کے ساتھ اگر عبادت توحید کا اقرار مشکوک ہے۔

حج کے مقاصد ار منافع:۔ حج کے بہت سے مقاصد حضرت ابراھیمؑ، ان کی بیوی ہاجرا اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے بعض اعمال کا اعادہ (دہرانا) ہے مثلاً طواف، سعی، رمی، قربانی وغیرہ قرآن وسنت میں یہ بات واضع طور پر بیان ہوئی ہے کہ آنحضرتؐ نے دین اسلام کو اپنے عظیم جد اعلیٰ حضرت ابراھیمؑ کی قائم کردہ سنت کی بنیادوں پر دوبارہ زندہ کیا۔

حج کا ایک اہم مقصد اسی سنت ابراھیمی کی تجدید کا عہد کرنا ہے۔ یہ بات واضع ہے کہ آج کی دنیا میں حضرت ابراھیمؑ ہی واحد شخصیت ہیں۔ جن کی تعظیم اور احترام اس کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کی اکثریت کے دل میں ہے اس لیے کہ مسلمانوں کے علاوہ مسیحی

www.pakeducationzone.com

اور یہودی بھی اس میں شامل ہیں اور دنیا کی غالب آبادی ان تین مذاہب کے ماننے والوں پر **مشتمل** ہے۔حضرت ابراھیم کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو اللہ کی واحدانیت اور اس سے اخلاص تھا۔حج اس کی دائمی یادگار اور زندہ دعوت ہے۔

انسان ایک جذباتی مخلوق ہے۔انسانی فطرت میں سب سے قوی جذبہ ''محبت'' ہے انسان کسی کو دل دے کر اپنی ساری شخصیت اس کے آگے جھکا دینے میں ایک فطری لذت محسوس کرتا ہے۔انسانی محبت وعشق کی داستانوں میں اسی فطری جذبے کی حیرت انگیز جلوہ گری نظر آتی ہے۔وہ تمام نام نہاد محبت جو انسان سے اغوا اور قتل جیسے جرائم کراتی ہے۔انسان کی وہ محبت ہوس اور شیطانی خواہشات ہوتی ہے۔اصل محبت تو گھل گھل کر مرنے میں ایک لذت پانے کا نام ہے۔اسی لیے عشق مجازی (عشق بتاں) کی ابتدائی مثال قرار دیا جاتا ہے۔حج اسی محبوب حقیقی کے حضور میں حاضری کی ایک صورت ہے اہل دل کے لیے سفر حج در محبوب پر حاضری دینے کے ذوق کی تسکین اور لذت درد کا ایک سامان ہے۔محبوب یاد کی لذت ہر جگہ اور ہر وقت ممکن ہے۔مگر جو لطف محبوب سے نسبت رکھنے والے مکان کو دیکھنے میں ہے۔وہ صرف یاد میں کہاں؟ یہیں آکر تصوف اور شاعری کے تخیل کی حدیں آپس میں ملتی ہیں۔

بہت سی خرابیوں کے گھس آنے کے باوجود حج ہمیشہ اہل صدیق وطلب اور وارفتگان ذات سبحانی کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔کعبے کی پوری تاریخ میں اسی قسم کے انسانوں کا سب سے پہلا بڑا اجتماع حجۃ الوداع تھا۔جس میں خود حبیب خدا اپنے جاں نثاروں کو اپنے ساتھ لیے مناسک حج فرما رہے تھے۔بعد میں حاجیوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی (اور اب تو لاکھوں تک پہنچتی ہے) مگر وہ عشق ومستی غالب ہوتی چلی گئی اور ہوتی چلی جا رہی ہے۔

سوال نمبر 4۔ جہاد سے کیا مراد ہے؟ قرآنی آیات واحادیث کی روشنی میں اس کی اہمیت تحریر کریں؟

<u>جہاد</u>:۔ اسلام الہامی مذاہب کے سلسلے کی تکمیل کڑی ہے۔اور تمام عالم انسانی کے لیے ربانی پیغام اور ضابطہ حیات ہے چونکہ اسلام کا دیگر مذاہب پر نہ تھا اس لیے اللہ تعالی نے جہاد کے احکام اپنی کتاب پاک میں نازل فرمائے اور ساتھ آپؐ نے اپنے قول وعمل سے ان احکام کی تشریح کی ہے۔

جہاد قرآن کی نظر میں:۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر مومنین کو جنگ پر اکسایئے:

مومن اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اللہ تعالی نے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو گھر بیٹھنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے ترجیح دی ہے۔

تم اہل سفر سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے۔اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔

جہاد حدیث کی رو سے:۔

۱۔ اللہ اور رسولؐ پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا سب سے اچھا عمل ہے۔

۲۔ خدا کی راہ میں ایک دن ڈٹ جانا دوسری جگہوں میں گزارے ہوئے ہزاروں دنوں سے بہتر ہے۔

www.pakeducationzone.com

۳۔ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

۴۔ جہاد فی سبیل اللہ کی ایک صبح وشام دنیا کی ان تمام نعمتوں سے افضل ہے جس پر سورج نکلتا اورڈوبتا ہے۔

۵۔ جہاد فی سبیل اللہ جس میں ایک دن کی پاسبانی رات کی پاسبانی کرتا ہے۔ایک ماہ کے روزوں اور شب بیداری سے بہتر ہے۔

۶۔ جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے توتم اپنے گھروں سے نکل پڑو۔

۷۔ وہ مومن جواللہ کی راہ میں جان ومال سے جہاد کرتا ہےوہ سب سے بہتر ہے۔

۸۔ جس شخص کے پاؤں راہ خدا میں غبارآلودہو جائیں اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

۹۔ سب سے پہلے جنت میں جانے والے شہید بھی ہوں گے۔

۱۰۔ جنت میں جانے کے بعداورکوئی شخص دنیا میں لوٹنا پسند نہیں کریگا۔شہیداسکی آرزوکرے گا کہ وہ دنیا میں دس مرتبہ جائے اوردس مرتبہ ماراجائے کیونکہ وہ شہادت کا اجروثواب جانتا ہے۔

سوال نمبر 5۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

۱۔احسان ۲۔صبر

۱۔احسان:۔احسان کےلغوی معنی کسی کام کواچھے طریقے سے انجام دینا خوبصورت بنادینا۔اس کا مادہ حسن ہےقرآن کریم میں اسکا مفہوم کی ادائیگی کے لیئے حسنۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔اردو میں حسن سلوک اورمروت بھی یہ ہی معنی دیتے ہیں۔

احسان کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ کسی کام میں دل لگا کرعمدگی اوراچھے طریقے سے انجام دینا ہے۔

احسان کی اہمیت:۔احسان ایک ایسی جامع صفت ہے جو ہر نیکی کو محیط ہےاسلام جہاں نیک کام کی طرف دعوت دیتا ہے۔اس میں کثرت کی رغیب دلاتا ہے۔وہاں اس کو خوب تر طریقے سے انجام کی ہدایت کرتا ہے۔اگرعدل برابری اورمساوات کا تقاضا کرتا ہے۔تو احسان اس سے آگے نکل جانے کا نام ہے۔جہاں حق دار کے حق سے زیادہ جاتا ہے۔احسان اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت بھی ہے۔اور مخلوق کو بھی اپنے اندر یہ صفت پیدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشار ربانی ہے۔

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ عدل واحسان کا حکم دیتا ہے۔

دوسری جگہ ارشادہوا

ترجمہ:۔ احسان کروجیسا کہ اللہ تعالیٰ نےتم پر احسان کیا۔

مراتب احسان:۔احسان کے بہت سے درجات اورمراتب ہیں۔ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی صاحب ایمان ہو۔احسان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ حقوق کی ادائیگی میں سب سے بھلائی اورحسن سلوک کا معاملہ کرے اورنیکی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔

احسان کی قسمیں:۔بنیادی طورپر احسان کو دوقسموں پر تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

ا۔ عبادت میں احسان   ب۔بندوں کے ساتھ احسان

ا۔ **عبادت میں احسان** :۔عبادات میں احسان یہ ہے کہ آدمی عبادات کی تمام شروط وقیود کو مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی اخلاص اور دل جمعی کے ساتھ اسی طرح عبادت کرے گا گویا اپنی زندگی کی آخری عبادت کر رہا ہے۔احسان کے مفہوم کی وضاحت ہے۔

ب۔بندوں کے ساتھ احسان کے ساتھ احسان کا مطلب ہے ہر شخص سے بھلائی سے پیش آنا۔اور نیکی کا بدلہ کہ اس سے بڑھ کر دینا۔احسان کی منزل عدل کے بعد آتی ہے۔جو عادل نہیں وہ محسن بھی نہیں ہوسکتا۔احسان کی اس قسم میں بہت سی صورتیں داخل ہیں۔جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ کسی مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دلانا۔

۲۔ کسی کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھانا بلکہ اس کے بقدر استطاعت مدد کرنا۔

۳۔ تنگ دست مقروض کو مہلت دینا۔

۴۔ دوسرے کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دینا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب تم کسی کو (جہاد میں) میں قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور تم میں سے کوئی آدمی جانور ذبح کرے تو پہلے اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحے کو راحت دے۔

۲۔صبر :۔صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا برداشت کرنا۔ثابت قدم رہنا باندھ دینا۔دین کی اصطلاح میں صبر یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے ہر قسم کی پریشانی اور مشکل کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔استقامت، استقلال اور تحمل بھی صبر ہی کی چند صورتیں ہیں۔صبر ان اخلاق فاضلہ میں سے ہے جن کی انسان کو ہر لحہ اور ہر حالت میں ضرورت پیش آتی ہے۔

امام غزالی صبر کا مفہوم واضع کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''برے اعمال کا ترک کر دینا ایک ایسا عمل ہے جس کا ثمرہ ایک خاص کیفیت کی صورت میں رونما ہوتا ہے۔اس ثمرے کا نام صبر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نفسیاتی خواہشات کے خلاف خود کو تیار رکھنا صبر ہے۔صبر کا مفہوم اپنے اندر بہت وسعت لیے ہوئے ہے۔مثلاً نفسیاتی خواہش کے خلاف صبر کرنے کا نام عفت ہے مصائب کے مقابلے میں صبر قوت برداشت ہے۔میدان جنگ میں صبر و برداشت کو شجاعت کہتے ہیں۔فضول خرچی کے مقابلے میں صبر کو زید کہا جاتا ہے۔

صبر کی قسمیں:۔ بنیادی طور پر صبر کی تین قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

ا۔صبر علی الطاعۃ :۔نیک کام کی ادائیگی میں مشکلات کے کام میں جو دقت پیش آتی ہے۔ایک مسلمان اس کو خوشی سے برداشت کرتا ہے۔اور اس وقت کی وجہ سے نیک کام نہیں چھوڑتا۔یہ اطاعت پر صبر ہے۔

۲۔صبر عن المعصیۃ :۔گناہ سے باز رہنا۔بعض اوقات انسان کا نفس اور شیطان اس کسی برے کام پر آمادہ کر لیتے ہیں۔لیکن ایک مسلمان محض اللہ کے خوف سے اس برے کام کے قریب نہیں جاتا۔خواہ اس کو کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔

www.pakeducationzone.com

۳۔**صبر علی المصیبة**:۔ کوئی پریشانی لاحق ہو جائے۔خواہ مالی ہو یا جانی۔اس پر کوئی بیماری آجائے یا کوئی برا صدمہ اس کو برداشت کرنا اور اس پر ترجیح دینا اور شور و غضب نہ کرنا مصیبت پر صبر کرنا ہے۔

سوال نمبر 6۔ مسلمانوں کی علمی خدمات تفصیلاً بیان کریں؟

یونانی حکمت کی حفاظت اور نشوونما:۔ ولیم ڈریپر نے یورپ کے ذہنی ارتقاء کی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے کہا لکھا۔

عیسائی حکومت نے اسے (مصر کو) جس بھیانک مذہبی جنون، جہالت اور بربریت کے گڑھے میں دھکیلا تھا۔اسلام نے اسے اس میں سے نکالا۔انہوں نے نہ صرف قدیم یونانی حکماء کی تالیفات جمع اور محفوظ کیں بلکہ ان پر تفصیلی تبصرے کیئے اور ان کی اصلاح کی۔ جدید یورپ کے بانیوں کو افلاطون، ارسطو، اقلیدس، بطلیموس، بقراط اور جالینوس کے کلیات فاضلانہ شرحوں کے ساتھ عربی میں ہی دستیاب ہے۔

علم ریاضی:۔ریاضی میں مسلمانوں نے یونانی اور ہندوستانی علوم سے استفادہ کرتے ہوئے ان پر بیش بہا اضافے کیے۔محمد بن قاسم، موسیٰ الخوارومی، عمر خیام، نصیر الدین، طوسیٰ، ابن الشہیم اور کمال الدین فارسی کے نام ان خدمات میں نمایاں ہیں۔خوارزمی نے سب سے پہلے اعشاری علامات کا استعمال کیا۔ ہندسوں کی قدرتی درجہ بندی بھی اسی نے کی۔الجبر و المقابلہ بارہویں صدی میں عربی سے لاطینی میں ترجمہ ہوئی۔اور سولہویں صدی تک یورپ میں یہ کتاب نصاب کے طور پر رائج رہی۔عربی ہندسے اور انکی قدری ترتیب اسی کتاب کے ذریعے یورپ میں عام ہوئی اور آہستہ آہستہ رومن ہندسوں کا رواج ختم ہو گیا۔چنانچہ یورپی زبانیں تقریباً ساری کی ساری بائیں سے دائیں طرف لکھی جاتی ہیں۔لیکن ہندسوں کی قدرتی ترتیب یعنی اکائی دہائی سینکڑہ وغیرہ کی ترتیب ان یورپی زبانوں میں آج بھی دائیں سے بائیں طرف چلتی ہیں۔

علم کیمیا:۔سلطنت روما کے مورخ گبن کا کہنا ہے کہ علم کیمیائی کی ابتداء اور اصلاح کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔مسلمانوں پہلی مرتبہ کیمیا گری کو کیمیا بنایا اور اسے سائنسی بنیادیں امام جعفر صادق اور جابر بن حیان نام نمایاں ہیں جابر بن حیان نے کئی کیمیائی مرکبات دریافت کیے اس نے لیسٹ کابونیٹ تیار کیا۔گندھک کے مرکبات میں سے زہریلے اجزاء علیدہ کرنے میں کامیابی حاصل کی۔اس نے کئی کیمیائی عمل مثلاً اکسائیڈ تیار کرنا، تبخیر، تقطیر اور تو حید کے طریقے دریافت کیئے۔دھاتوں پر کیمیائی عمل کی تحقیق کی۔کئی تیزاب دریافت کیے ولیم و میر لکھتا ہے۔کہ مسلمانوں نے تقریباً سات سو سال کیمیا کا مطالعہ کیا۔ان کی تحقیقات کے اولین مراکز عراق میں تھے۔وہاں سے اندلس آئے۔جہاں سے یہ علم یورپ میں پہنچا۔

علم طبیعیات:۔علم طبیعیات کے نظریے شعبے میں خرابی بوعلی سینا محمد بن زکریا۔اور کئی اور علماء نے کام کیا۔لیکن اسکا دلچسپ پہلو اخلاقی طبیعات یا میکانیات کا تھا اس موضوع پر دو کتابیں قابل ذکر ہیں۔ایک بدیع الزمان الجزری کی کتاب فی مرقعد الحیل لکھندسہ اور دوسری الخزینی کی میران الحکمہ ان کتابوں میں سچے دوہرنے کی آواز، دندار پہیے خصوصاً پن چکی پر بہت تحقیقات درج ہیں ان کے مطالعے سے انسان کا ذہن فوراً گیلی ہو اور نیو نارڈ ڈونچی کی طرف جاتا ہے۔اور مسلمان ان ایجادات میں بن یورپی سائنسدانوں کے پیش نظر آتے

www.pakeducationzone.com

ہیں۔

عربی سائنسی اصلاحات:۔ مسلمانوں نے ہر علم تحقیق اور ترقی کا کام جاری رکھا۔ ان سب امور کا ذکر ممکن نہیں یہ ہی علوم کی تحریک کا آغاز ہوا۔ ان اثرات کی ایک ہلکی سی جھلک ان الفاظ میں بھی ملتی ہے۔ جو سائنسی علوم میں یورپ میں آج بھی رائج ہے ان کا عربی الفاظ سے موازانہ کرنے سے پتا چلتا ہے۔ کہ یہ عربی زبان سے کیے گئے ہیں۔

یورپ کی زبانوں میں عربی سائنسی اصطلاحات

SUGAR	شکر	ALKALI	القلی
TRAF TARIFF	تعریف	ALAMBIC	الانبیق
A LCOHAL	الکحل	COTTON	قطن (روئی)
CARAFF	غرافہ	MUSLIN	موصلی
SURUP	شرب	DAMASCENE	دمشق
CABLE	الجبل (رسی)	SIAIN	زیتونی

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر 7۔ والدین کا احترام کے لیے اسلام نے کیا تاکید کی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے بیان کریں؟

والدین کا احترام:۔ والدین کے اولاد پر اس قدر احسانات ہوتے ہیں کہ۔ اگر ان کی خدمت میں انسان ساری زندگی بھی گزار دے تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ان کے حقوق کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنے ساتھ والدین کا ذکر کیا ہے۔ ان کا شکر ادا کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ:۔ اور آپ کے رب نے حکم دیا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ والدین ہمارے محسن ہیں۔ وہ ہمارے وجود کو محسوس اور ظاہری سبب ہیں۔ انھوں نے ہمارے وجود پرورش اور تربیت کی خاطر طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیاں برداشت کی اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا والدین کے حقوق کا اعتراف تمام مذاہب کرتے ہیں۔ لیکن اسلام نے خصوصیت سے اس پر بہت زور دیا ہے۔

ایک حدیث میں آپؐ نے نماز کے بعد خدمت والدین کا درجہ بتایا ہے۔

ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ ذلیل ہوا۔ وہ ذلیل ہوا۔ وہ ذلیل ہوا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کون آدمی۔ آپؐ نے فرمایا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر ان کی خدمت نہ کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔

ایک موقع پر آپؐ نے خدمت والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر ترجیح دی ہے۔

والدین اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کی خدمت میں کمی نہیں آنی چاہیے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ امور دین میں ان کی اطاعت نہ کی جائے۔ البتہ دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اور ان کو دین اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ یہ ہی ان کی بہت بڑی خدمت قرآن وحدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید آئی ہے۔ اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

والدین کا ادب واحترام کیا جائے۔ ہمیشہ ان کا شکر گزار رہا جائے۔ ان کی محبت کو باعث سعادت سمجھا جائے۔ ان کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آیا جائے۔ ہر جائز کام میں ان کی تاکید کی جائے۔ غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ بھلائی کا معاملا کیا جائے۔ ان کے لیے دل سوزی سے برابر دعا کی جائے۔ اسلام نے والدین کے علاوہ دوسرے تمام رشتہ داروں اور بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک جیسا معاملا اور عزت واحترام پر بہت زور دیا ہے۔ ارشاد رسولؐ ہے

ترجمہ:۔ جو بزرگوں کا احترام نہ کرے بچوں پر رحم نہ کھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

سوال نمبر 8۔ عالم اسلام کے سیاسی حالات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں بحث کریں؟

سیاسی مسائل:۔ بشتر اسلامی ممالک جغرافیائی اعتبار سے ایک دوسرے سے منقسم نہیں لیکن یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ سیاسی اعتبار سے یہ ممالک منقسم ہیں۔ اس کے نتیجے میں گاہے بگاہے باہم برسر پیکار بھی ہو جاتے ہیں اور بھائی بھائی کا گلہ کاٹتا ہے۔ ایک مسلم کے تمام تر وسائل دوسرے مسلم ممالک کے خلاف استعمال ہوتے ہیں۔ اور انجام کار دونوں متحارب ملک جانی، مالی اور عسکری نقصان اٹھا کر بین الاقوامی برادری میں کمزور اور دوسروں کے دست نگر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی مملک اپنی عددی کثرت اور وسائل کی گونا گونی کے باوجود تاریخی عالم میں کوئی موثر اور مثبت کردار ادا کرنے کے بجائے ایک دوسرے کے خلاف محاز آرائی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور اپنے دشمنوں کے اعلیٰ کار بن کر مسلمانوں کی اپنی قوت کمزور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔ باہمی نذاع نہ کرو۔ ورنہ کمزور نا کام ہو جاؤ گے۔ اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔

قرآن حکیم جو کہ مکمل نظام حیات ہے ہر طرح کے حالات میں راہنمائی کرتا ہے۔ مسلمانوں کے انفرادی یا قومی جھگڑوں اور لڑائیوں کے بارے میں ہمیں واضع پالیسی اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

ترجمہ:۔ اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کریں تو زیادتی کرنے والے سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ گروہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔ پس اگر وہ پلٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف سے صلح کرا دو۔ اور عدل سے کام لو۔ تحقیق اللہ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ تو مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا

www.pakeducationzone.com

دیا کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اسلام کی ان ہی تعلیمات کی اساس پر رسولؐ نے مدینہ کی سیاست کی بنیاد رکھی تھی۔ اور ان ہی تعلیمات کے مطابق پاکستان معرض وجود میں آیا۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان موجود ہیں ان کے باہمی رشتے کی مضبوطی کے لیے یہ ہی اصول ہیں اور اگر اسلامی ممالک ان اصولوں کو اپنالیں تو ملت اسلامیہ کے اتحاد کا خواب شرمندہ ہوسکتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

بہار 2005ء

نوٹ: سوال نمبر 5 حل کریں۔سوال نمبر 8 لازمی ہے۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل آیات مبارک کا ترجمہ وتشریح کریں۔

ا۔ والدین ازاز کرو ابایت ربھم لحم یخرو اعلیھا مما وعمیلانا ہ

ترجمہ:۔اور جنکا حال یہ ہے کہ جب انکوانکے رب کی آیات کے ذریعے یا دہانی کرائی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے بن کرنہیں گرتے۔

تشریح:۔اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات سنائی جاتی ہے اور یا دہانی کرائی جاتی ہے جن کی عقلی صلاحیتیں زندہ ہیں اور وہ اس کی نشانیوں اور اس کی نازل کی ہوئی کتاب اسے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ دیکھ اور سن رہے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو بہت پسند فرماتا ہے ایسے لوگ بہت اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں۔یہ لوگ خدا کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔اور خدا نے ایسے بندوں کے لیے آخرت میں بھی ایک انعام رکھا ہے۔اور دنیا میں بھی یہ وہ لوگ ہیں جو آگے بڑھ کر قرآن پر ایمان لانے والے ہیں۔
قیامت کے دن یہ کتاب حافظ قرآن کی شفاعت کرے گی۔ارشار نبوی ہے

ترجمہ:۔ ’’تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی‘‘

اس حدیث پاک سے اس کے پڑھانے والے کی سعادت اور پڑھنے والے کی عظمت واضع ہو جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت الہیٰ مخلوق پر ہے۔

۲۔ الماالمومنون الزین امنوابالله و رسوله ثم لم یرتبو او جھدوالمو الھم و النفسھم فی سبیل الله او لئك ھم الصدقون ہ

ترجمہ:۔ بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔پھر شک نہیں پڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔یہ لوگ سچے ہیں۔

تشریح:۔اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے۔اور نیک عمل کیے اور اپنے جیسے لوگوں کو نیک عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ایسے لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ایمان و اسلام کا زبانی دعویٰ کافی نہیں۔عملی طور پر راہ خدا میں جان اور مال کی بازی لگانا بھی ضروری ہے۔اس کے ساتھ اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے ایمان اور اسلام کا احسان محمدؐ اور اللہ تعالیٰ پہ نہ جتائیں۔اللہ کی راہ میں مال و جاں کی بازی لگا بھی ضروری ہے۔
مومن اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔

اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔تم اہل سفر سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ مٹ جائے۔اور سارے کا سارا دین اللہ کے لیے ہو جائے۔

www.pakeducationzone.com

اللہ اور اس کے رسول کے لیئے پر ایمان لانا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا سب سے اچھا عمل ہے۔ وہ مومن جو اللہ کی راہ میں ضان و مال سے جہاد کرتا ہے سب سے افضل ہے۔

اللہ کی عبادت یوں کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو یہ بات ذہن میں رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

سوال نمبر 2۔ درج ذیل آیات مبارک کا ترجمہ و تشریح کریں۔

ا۔ من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یضیه ہ

ترجمہ:۔ ایک آدمی کے اسلام کی یہ خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اسکا کچھ تعلق نہ ہو۔

تشریح:۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ایک مسلم کے اچھا مسلمان ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے بے غرض رہے اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھے جو بے مقصد ہے اور جس سے اس کا کوئی دنیوی مفاد وابستہ ہے اور نہ اس سے اخروی فلاح و بہبود حاصل ہونے کی توقع ہے۔ ایک مسلم میں یہ خوبی ہونی چاہیے کہ وہ بے کار اور بے فائدہ چیزوں سے کوئی واسطہ نہ رکھے مطلب کی چیزوں سے تعلق رکھے اور غیر متعلق امور سے کنارہ کسی کا شیوہ اختیار کرے۔ یہ حدیث اپنے دامن میں بے حد وسعت اور جامعیت رکھتی ہے۔ اس میں بے کار اقوال و افعال لغو قسم کی گفتگو بے کار کھیلیں مثلاً تاش شطرنج وغیرہ اور تمام ایسی مصروفیات آجاتی ہیں۔ جن سے دینی یا دینوی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ انسانی زندگی بڑی قیمتی چیز ہے۔ وہ اس قدر ارزاں نہیں کہ اسے بے کار مشاغل کی نذر کر دیا جائے۔ انسان کو کوئی لمحہ بے کار کاموں میں صرف نہیں ہونا چاہیے اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اپنے وقت کو بے کار کاموں میں ضائع کرنے کے بجائے نبی اکرمؐ کی تعلیمات کے منافی گزارے۔

۲۔ لایو من احد کم حتی یکون هواہ تبعاً لما جبت به

ترجمہ:۔ کوئی بھی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو۔

تشریح:۔ حضور اکرمؐ نے فرمایو کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا دائرہ دین ایمان و اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب تک خلوص دل سے کسی کے خوف کے بغیر اس دین کو تسلیم نہ کرے جسے میں لے کر آیا ہوں۔ یہ مطلب بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ کہ کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوتا جب تک اس کے جذبات و احساسات ان شرعی احکام کے تابع نہ ہو جائیں۔ جو خدا کی طرف سے لایا ہوں۔ اگر دل سے وہ ان احکام کو چاہتا ہو۔ تو ان کو دین سمجھ کر ان کی اطاعت کرے۔ اس لیے نہیں کہ وہ اسے پسند نہیں کرتا۔ اور اگر دل سے وہ ان احکام کو پسند نہیں کرتا تو اپنے جذبات کو قابو میں رکھے تب وہ مومن کامل ہوگا۔

جب تک کوئی شخص اپنی نفسیاتی خواہشات اور جذبات و احساسات کو اس شریعت کے تابع نہ کر دے جو میں لے کر مبعوث ہوا ہوں تو وہ مومن نہیں ہو سکتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین میں حجت ہے اور اس کے بغیر دین اسلام کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر 3۔ شرک کا مفہوم توحید اور شرک کا تعلق نیز شرک کی مختلف صورتوں پر نوٹ لکھیں۔

شرک کا مفہوم:۔ توحید کے مقابل اور اس کی ضد لفظ شرک ہے یہ لفظ قرآن کریم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اور توحید ہی کو سمجھانے کے لیئے

www.pakeducationzone.com

استعمال ہوا ہے۔شرک کے لغوی معنی ہیں حصہ دار بنالینا یا مان لینا اور ساتھ شامل کرلیا۔لفظ اسلام کے معنی کی طرح یہاں بھی ''اللہ'' خود بخود سمجھا جاتا ہے۔یعنی اللہ تعالی کے ساتھ کسی اور کو بھی حصہ دار مان لینا اس طرح اصطلاحاً شرک کا مطلب ہے

''اللہ کے ساتھ کسی اور کو بھی الٰہ مان لینا''

توحید اور شرک کا تعلق:۔شرک مفہوم او رتوحید اور شرک ایک دوسرے کی ضد ہیں۔توحید اور شرک ہرگز ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔اوران میں کسی طرح کا سمجھوتا ''دھوپ اور چھاؤں'' کے یکجا ہونے کی طرح ناممکن ہے۔

اس کے ساتھ جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ توحید دین اسلام کا پہلا بنیادی اصول ہے اسلام کا سارا نظام ہی توحید کے گرد گھومتا ہے۔توحید ہی تمام انبیاء کی دعوت کا نقطہ آغاز تھا۔اوراسلامی زندگی اوّل آخر توحید کے ساتھ وابستہ ہے۔دوسرے طرف شرک توحید کی نفی ہے۔شرک ہی تمام برائیوں اور گمراہوں کی اصل ہے اور اسے قرآن کریم میں سب سے بڑا ظلم عظیم اورنا قابل معافی جرم قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ یہ بات تو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔البتہ اسکے علاوہ (گناہ) جسے چاہے معاف کردے۔

حدیث شریف میں شرک کو بڑے گناہوں میں سے بھی سب سے بڑا گناہ کہا گیا ہے۔

کوئی امت اور کسی مذہب کے پیرو اس ملک خرابی سے محفوظ نہیں رہے۔اور جہاں بھی اس برائی کی ذرا ابتداء ہوئی اس نے بہت جلد ایک وبا کی صورت اختیار کرلی۔ان سب باتوں کی مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم توحید اور شرک کا مطلب اچھی طرح سمجھ لیں۔توحید کا مطلب اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز الٰہ نہ ماننا جبکہ شرک لیناس سے یہ بات خود بخود معلوم ہو جاتی ہے۔کہ اگر ہم نے اللہ اور الٰہ کا مطلب جان لیا تو پھر توحید اور شرک کا فرق بھی سمجھ میں آجائے گا۔

شرک کی مختلف صورتیں:۔ توحید کو مختلف انداز سے سمجھانے کے ساتھ ساتھ شرک کی مذمت اور اس کی مختلف صورتوں اس کے وبال اور برے انجام کو ذکر ذکر قرآن میں کریم میں ۱۵۰ سے زائد جگہ پر آیا ہے۔توحید کو سمجھنے کے لیے شرک کی کیفیت کو جاننا ضروری ہے۔کیونکہ شرک سے بچنے کا نام ہی توحید ہے۔

شرک کا مطلب اللہ تعالی کا انکار نہیں ہے بلکہ اللہ کے اقرار سے ساتھ ساتھ کسی اور کو بھی الٰہ بنا لینے کا نام شرک ہے۔مشرکین عرب بھی اللہ کے منکر نہ تھے مجو یہ نام ان میں صدیوں سے رائج تھا)وہ اپنے خود ساختہ الٰھۃ (معبودوں) کی اللہ کا ہاں اپنا سفارشی سمجھتے تھے اور ان کے ذریعے اللہ کا قرب تلاش کرتے تھے۔مشرکین عرب کے ان اعتقادات کا ذکر خود قرآن کریم نے کئی جگہ کیا ہے۔

ترجمہ:۔اور وہ کہتے ہیں یہ ہمارے سفارشی نہیں اللہ کے پاس ہم ان کی عبادت محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں ہمیں بلحاظ درجہ قریب تر کردیتے ہیں۔

اسی لیے قرآن کریم میں اللہ کے سوا کسی اور کوئی طرح عبادت کرنے اور خاص کر دعا میں پکارنے کا مطلب ہے اس میں اللہ کی کچھ

www.pakeducationzone.com

صفات ماننا اسے کسی بھی درجہ میں الزمان لینا اور یہ ہی شرک ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے چند صفات یا کسی ایک بھی صفت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق میں ماننا شرک ہے اسی طرح مخلوق کی کسی کمزوری مثلاً نیند، بھوک، تھکاوٹ کسی سفارشی کے آتے بے بسی یا دھاندلی وغیرہ کو اللہ کی صفات تسلیم کرنا یا اللہ تعالیٰ کی بعض صفات (مثلاً سننا، جاننا وغیرہ) کو مخلوق کی ویسی ہی صفات پر قیاس کرنا بھی شرک ہی کی ایک صورت ہے جسے اصطلاح میں تشبیہ کہتے ہیں۔

آج تک جن چیزوں یا ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک الہٰ بنایا گیا ہے۔قرآن کریم کی روشنی میں شرک کی ان تمام صورتوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

بعض کائناتی قوتوں کی پرستش مثلاً سورج، چاند، ہوا، آگ، بجلی وغیرہ یہ چیزیں فرضی بھی نہیں بلکہ فی الواقع موجود ہیں۔اور ان میں انسان کو نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت بھی ہے۔اس لیے بعض دفعہ انسانوں نے ان کو بھی عبادت کے لائق دیوی یا دیوتا سمجھ لیا۔ قرآن کریم میں اس قسم کی شرک کو یوں غلط ٹھہرایا گیا ہے۔کہ ان طاقتور چیزوں کا بھی پیدا کرنے والا ایک اللہ ہی ہے۔اور وہی اللہ ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کی پرستش بعض امتوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی تعظیم اور احترام میں حد سے بڑھ کر انہیں الہ ہی بنا ڈالا۔تاریخ میں اس قسم کی قدیم ترین مثال حضرت نوح علیہ اسلام کی قوم میں ملتی ہے۔جس نے اپنے کچھ نیک لوگوں کو الہٰ بنا کر ان کے بت بھی تراش لیتے تھے۔پھر اللہ کے ایک نبی اور رسول کو خدا اور خدا کا بیٹا بنا ڈالنے کی سب سے بڑی مثال حضرت عیسیٰؑ کے نام یہودیوں نے قائم کردی۔

قرآن کریم جس میں یہ بھی بیان ہوا ہے کہ بعض لوگ تو (اپنی خواہش کو ہی اپنا خدا بنا ڈالتے ہیں) اس کا نمونہ بنا ہوا تھا۔وہ اپنے جی کی خواہش کا بھی اپنا الہٰ یا خدا بنا لیتے ہیں بعض ان پر صرف خواہشات کی حکمرانی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 4۔ عقیدہ آخرت کا مفہوم اہمیت اور آخرت کی برکات تحریر کریں۔

<u>عقیدہ آخرت کا مفہوم</u>:۔ یہ مضمون قرآن کریم کی سینکڑوں آیات میں آیا ہے قرآن کریم میں اس کا مفہوم یوں بیان ہوا ہے۔کہ انفرادی طور پا ہر انسان کی موت کا ایک قطعی اور یقینی امر جس سے دنیا کا کوئی آدمی انکار نہیں کرسکتا۔قرآن کریم میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک دن یہ پورا کرہ ارض تباہ ہوجائے گا۔اور سب کے سب انسان مر جائیں گے۔قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔کہ پہلے انبیاء کریم بھی یہ ہی تعلیم دیتے رہے۔اس تباہی کے وقت کو قرآن کریم میں چالیس مقامات پر انشا اللہ (مقررہ گھڑی یا وقت) کہا گیا ہے۔

قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔کہ موت کے اور اس آنے والی زندگی میں شعور کا تسلسل جاری رہے گا۔یعنی تمام اچھے یا برے لوگ اپنے اس دنیاوی زندگی میں کہے گئے۔کاموں اور کہی گئی باتوں کو یاد کریں گے۔انہیں علم ہوگا۔اور بتا دیا جائے گا کہ انعام کس لیے مل رہا ہے۔اور سزا کس لیے؟

<u>عقیدہ آخرت کی اہمیت</u>:۔عقیدہ آخرت اسلام کا تیسرا بنیادی اصول یا عقیدہ ہے اس عقیدے کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے حسب ذیل امور پر غور کریں۔

www.pakeducationzone.com

۱۔ قرآن کریم میں عقیدہ آخرت کا بیان اتنی دفعہ اور اتنی آیات میں بیان ہوا ہے کہ مجموعی طور پر یہ توحید و رسالت کے بیان سے بھی زیادہ ہے۔

۲۔ قرآن کریم میں ۲۴ مقامات پر ایمان کا ذکر اللہ اور آخرت پر ایمان کہہ کر کیا گیا ہے۔ (حالانکہ ایمان کے اصول میں اللہ کے رسولوں بلکہ اس کے فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔ اس سے صرف عقیدہ توحید کے ساتھ عقیدہ آخرت کا تعلق اور اس کی اہمیت واضح ہے۔

۳۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آخرت کا خیال فطری طور پر ہر شخص کے اندر گاڑ دیا گیا ہے۔ جب سے انسان اس دنیا میں بسنے لگا ہے یا کم از کم جب سے اس کی تاریخ یہ معلوم کسی طرح سے بھی ہوتی ہے "خدا" اور آخرت کا عقیدہ یا ان کا کچھ نہ کچھ تصور ہمیشہ انسانوں میں موجود رہا ہے۔

۴۔ قرآن کریم میں جن انبیاء کے حالات بیان ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر نبی نے توحید رسالت اور آخرت کے عقیدے کو ہمیشہ اپنی دعوت کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے۔

۵۔ اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ عقیدہ آخرت اسلام کا اساس عقیدہ ہے توحید اور رسالت کی طرح اس کے بارے میں بھی کسی شک وشبہ میں مبتلا رہنا اسلام اور ایمان کے یکسر منافی ہے۔

<u>عقیدہ آخرت کی برکات</u>:۔ عقیدہ آخرت کے خوشگوار اثرات اور ذریعہ تعلیم و تربیت کے طور پر اس کے استعمال کے فوائد دو طرح سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

۱۔ برائی سے بچنے میں ۲۔ نیکی کی طرف چلنے میں

قرآن کریم نے ایک جگہ انسان کی تخلیق اور تولید کے مختلف مراحل کا ذکر کر کے اس سے "احسن الخالقین" کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ تو پھر یقیناً اس کے بعد دوبارہ زندگی کو زوردار الفاظ میں بیان کرنا تو خیر کوئی بات ہوئی۔ اس آیت میں قابل غور بات یہ ہے کہ موت کے یقیناً اور ضرور ہی واقع ہونے کی خبر دینا بھی کوئی نا قابل یقین بات ہے؟ کون نہیں جانتا کہ موت تو آئے گی ہی۔ پھر ان آیتوں میں صورت اور موت کے بعد زندگی کو یکساں یقین انگیز الفاظ بلکہ موت کے یقینی ہونے کو زیادہ تاکید کے ساتھ بیان کرنے میں آخر حکمت کیا ہے؟ ہاں یقیناً ہے۔ آدمی اگر مرنے کے بعد موت آنے والی زندگی کو بھول بھی جائے اور یہ ہی یاد رکھے کہ مرنا ضرور ہے۔ اور کچھ معلوم نہیں موت کسی وقت آ جائے تو اتنی سی بات بھی اسے ہزاروں اور برائیوں سے روک سکتی ہے۔ میں یہ جو ناجائز ذرائع سے ملازمت کر رہا ہوں یا دولت حاصل کر رہا ہوں کیا ممکن نہیں کہ میں دنیا میں ہی اسی سے فائدہ نہ اٹھا سکوں؟ مکر و فریب سے حاصل ہونے والے مفادات سے استفادہ کب تک؟ اور پھر اگر انسان کو آخرت کے حساب کا خیال بھی ہو تو وہ ہر وقت اپنا احتساب کیوں نہیں کرے گا۔؟ حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ آخرت کے بغیر اور صالح معاشرے کا قیام ناممکن ہے؟

www.pakeducationzone.com

مگر خیال رہے کہ عقیدہ آخرت اور اس دنیا کی زندگی کے حقیر و قلیل ہونے کے بارے میں قرآن کریم و اسلام کے نقطہ نظر کا اس پسندیدہ رہبانیت اور ترک دنیا کے تصور سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں مگر جیسے اسلام کی تعلیمات سے غفلت اور بعض غیر اسلامی رجحانات کے زیر اثر خود مسلمانوں میں بھی راہ پا گیا تھا۔ مسلمانوں کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا۔ جب تک وہ اس زندگی اور آنے والی زندگی کو قرآن کریم کے نقطہ نظر سے دیکھنا شروع نہ کر دیں گے۔

سوال نمبر 5۔ اسلام میں عبادات کا کیا تصور ہے؟ نیز اہم عبادات کون کون سی ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں۔

عبادت کا مفہوم: ۔قرآن کریم کے مسلمانوں کو ان عقائد اور عبادات نے ہی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ اللہ پر ایمان اور اس کے ساتھ ربط (ذریعہ عبادت) نے تمام مشکلات کو ان کی نظر میں ہیچ کر دیا۔ بڑی سے بڑی قربانی دینا ان کے لیے آسان ہو گیا۔ اور وہ ایمان اور عبادت کی روح سے آشنا ہو گئے۔ ان کی منہ بولتا تصویریں تھیں وہ نہ دینا سے لاتعلق تھے۔ نہ آخرت سے غافل وہ عبادات کے احکام، ان کی ظاہری شکل و صورت ان کی کیفیت اور ہیت سے بھی واقف تھے۔ اور عبادات کے معنی مقصد اور اس کی روح اور حقیقت سے بھی عبادات کا ظاہر بھی اتنا ضروری ہے جتنا کا باطن اہم ہے۔

اہم عبادات: ۔ اسلام کی بنیادی عبادات پر قرآن و سنت کی روشنی میں نظر ڈالیں۔ وہ عبادات یہ ہیں۔

۱۔ نماز ۲۔ روزہ ۳۔ زکوٰۃ ۴۔ حج

۱۔ **نماز:** ۔ توحید و رسالت کے عقیدہ کے بعد اسلام کے چار عملی ارکان ہیں ان میں نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ قرآن اور حدیث میں نماز کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: ۔ یعنی نماز قائم رکھو اور شرک کرنے والوں میں سے مت ہو۔

قرآن کریم میں جتنی مرتبہ نام نماز کا ذکر ہے اتنی مرتبہ کسی دوسری عبادت کا نہیں۔ نماز تربیت کا اہم حصہ ہے اس لیے راہ راست پر فرض رہی ہے نماز انبیاء اپنی امتوں کو نماز کی تلقین کرتے رہے ہیں۔ حضرت ابراھیم، حضرت اسماعیل، حضرت ذکریاؑ، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰؑ کے نمازی ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔

نماز کو رسولؐ نے مومن کی معراج اور اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کے بارے میں کہا ہے کہ

ترجمہ: ۔ وہ بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

حدیث: ۔ "قیامت میں جب عبادات کے بارے میں پوچھا جائے گا تو سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا"۔

فرمانِ رسولؐ: ۔ نماز ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرتی ہے۔

نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں بھی مسلمانوں پر فرض ہیں۔ نماز پنجگانہ اور نماز عیدین کی نمازوں میں یہ فرق ہے کہ پنجگانہ نمازیں جماعت کے بغیر تنہا بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ مگر جمعہ اور عیدین کی نمازیں جماعت کے بغیر ادا نہیں ہوتیں۔

۲۔ **زکوٰۃ:** ۔ اکثر برائیوں کی جڑ مال اور مرتبے کی محبت ہے۔ بلکہ مال کی محبت مرتبے کی محبت سے بھی زیادہ عام ہے اور فتنہ و فساد کا ذریعہ بنتی

www.pakeducationzone.com

ہے۔زکوٰۃ انسانوں کے دل سے مال کی محبت ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت:۔ ارکان اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت نماز کے بعد سب سے زیادہ ہے قرآن میں جہاں نماز کی فریضت حکم اور فضیلت بیان کی گئی ہے اکثر مقامات پر زکوۃ کو بھی اس کو نماز کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔نماز کی طرح زکوٰۃ بھی پچھلی شریعتوں کا حصہ رہی ہے۔ حضرت اسماعیل اور حضرت عیسیٰؑ کے پابند ہونے کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔

پچھلی امتوں کے نیک لوگوں اور انکے اللہ کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ بندوں کی ایک خاص صفت زکوٰۃ ادا کرنا اور اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا بیان کی گئی ہے۔نماز کے ساتھ زکوٰۃ کے بارے میں بار بار ذکر ہے یہ بات واضع ہوتی ہے۔کہ زکوٰۃ کی اہمیت نماز کے قریب قریب ہے۔

احکام زکوۃ:۔احادیث مبارکہ میں زکوٰۃ کے بارے میں بہت تفصیلی احکام ثابت ہیں۔مختصراً ہیں کہ کتنے قسم کے اموال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔وہ اقسام درج ذیل ہیں۔

۱۔ نقدروپیہ　　۲۔ سونا چاندی　　۳۔ زرعی پیداوار　　۴۔ مویشی

۲۔ معدنیات　　۲۔ دفینہ

مصارف زکوٰۃ:۔ زکوۃ کہاں کہاں دی جاسکتی ہے۔اور کن کن مدات میں اس کا خرچ کرنا جائز ہے اس کا تعین خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

" انتما الصدقات لفقرآء والمساقين و العاملين عليها و المولفة قلو بهم و فى الرقاب و انصار مين و فى اسبيل الله و ابن السبيل "

اس آیت میں درج ذیل قسم کے لوگوں کو زکوۃ کا مستحق بنایا گیا ہے۔

۱۔ فقراء:۔ جس کے پاس کسی قسم کی مال نہ ہو اور نہ کسی پیشہ سے وابستہ ہو۔

۲۔ مساکین:۔:جس کے پاس مال ہو اور کوئی پیشہ بھی رکھتا ہو مگر اس سے گزر بسر نہ ہوتی ہو۔

۳ عاملین:۔ ملازم جو کارکن جو زکوٰۃ کی وصولی اور تقسیم پر معین ہوں۔

۴۔ مؤلفتہ القلوب:۔وہ لوگ جو نئے نئے اسلام لائے ہوں ان کی تالیف قلب مقصود ہو۔

۵۔ القاب:۔وہ لوگ جو غلامی کے بندھن میں گرفتار ہوانہیں آزاد کرایا جائے۔

۶۔ غارمین:۔وہ قرض دار جو اپنے قرض کی ادائیگی سے عاجز ہو جائیں۔

جب اسلامی ریاست موجود ہوں اور نظام بیت المال بھی ہو تو مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ بیت المال میں جمع کروائیں۔ نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزہ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔روزہ جس طرح امت مسلمہ پر فرض ہے اسی طرح پچھلی تمام امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔قرآن کریم نے اس کی نشاندہی کی ہے۔

ترجمہ:۔اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے۔تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔

www.pakeducationzone.com

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔اول یہ کہ

۱۔ روزہ اتنی اہم اور عظیم الشان عبادت ہے کہ اللہ نے اپنے تمام انبیاء اور مرسلین پر اور انکی امتوں پر فرض کی۔

۲۔ اپنے نزدیک اس کی مقبولیت اور پسندیدگی کی بناء پر اپنی آخری اور بہترین امت یعنی مسلمانوں پر بھی اس عبادت کو فرض کیا۔

۳۔ جیسے نماز سے زکوۃ سے اور حج سے اللہ کی منشاء یہ ہے کہ بندوں میں پاکیزگی نفس، حسن اخلاق اور لوگوں سے ہمدردی اور محبت پیدا ہو۔اسی طرح روزہ کا مقصد بھی یہ ہے کہ آدمی رزائل سے پاک صاف ہو اس میں طہارت نفس پیدا ہو غریبوں، مسکینوں اور بیکسوں سے ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ پیدا ہو اور انسان دوسروں کے دکھ درد کا مداوا کرنا سیکھے۔

۴۔ **حج**:۔ حج اسلام کا چوتھا رکن ہے اس کے لفظی معنی قصد اور ارادے کے ہیں۔اور اس سے مقصد خاص مذہبی قصدو ارادہ سے کسی مقدس مقام کا سفر ہے لیکن اسلام میں یہ ملک عرب کے شہر مکہ میں جا کر وہاں حضرت ابراھیم کی بنائی ہوئی مسجد خانہ کعبہ کا طوائف کرنے و مکہ کے دوسرے مقدس مقامات کی زیارت اور وہاں حاضر ہو کر کچھ مخصوص اعمال و افعال بجالانے کا نام ہے۔دوسرے عبادت کی طرح اسکی فرض و عافیت بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی ہی ہے۔اللہ کے خلیل حضرت ابراھیم کے ساتھ حضورؐ اور آپ کی وساطت سے آپ کی امت کو ایک خاص تعلق ہے حج دراصل اللہ تعالی کے ساتھ ان ہی کی عبدیت اور فدا ہیت کا ایک ایک ظاہر اور باطنی خاکہ ہے اور حج کے حکم کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کا جو بندہ وہاں پہنچے وہ عمر میں ایک دفعہ اللہ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والے اس کے خلیل کی ہیت بنا کر پہنچے اور ان کے کامل عبدیت اور کامل محبت والے مسلک سے اپنی وابستگی کا ثبوت دے۔اور پانے ظاہر و باطن کو ابراھیمی رنگ میں رنگنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔

نماز ہر روز پانچ مرتبہ لازم ہے روزہ اور زکوۃ سال میں ایک مرتبہ فرض ہے لیکن حج ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمان پر (خواہ وہ کتنا ہی مال دار کیوں نہ ہو) زندگی میں صرف ایک بار (شرائط کے ساتھ) فرض ہوتا ہے۔

حج ایک ایسی عبادت ہے جو میں تمام دوسرے عبادتوں کو روح شامل ہے۔اس میں نماز بھی ہے قربانی بھی ہے۔مال خرچ کرنا، زکوۃ سے مشابہت رکھتا ہے۔نفسیاتی خواہشات اور اخلاقی برائیوں سے پرہیز اپنے اندر روزہ کی سی کیفیت رکھتا ہے۔گھر سے دوری اور سفر کی تکلیف میں جہاد کا رنگ ہے۔

سوال نمبر 6۔تبلیغ کا مفہوم، اہمیت نیز تبلیغ کی بنیادی اصول قلمبند کریں۔

تبلیغ کا لغوی معنی ہے پہنچانا دین کی اصلاح میں اسکا مفہوم امور دین کو دوسرے افراد و اقوام تک پہنچانا انھیں قبول کرنے کی دعوت دینا ہے۔یہ وہ مقدس فریضہ ہے جیسے تمام انبیاء نے سرانجام دیا ہر نبی کو اللہ کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ وہ احکام و وحدانیت الٰہی کو لوگوں تک پہنچائیں۔کیونکہ ان احکام پر عمل کر کے ہی وہ ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کریں۔جس کے افراد اپنے خالق کی منشا و رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں۔

یہ ہی حکم حضرت محمد ﷺ کو ہوا۔

www.pakeducationzone.com

ترجمہ:۔ اے رسول تیرے پروردگار نے جو حکم تم پر اتارا ہے وہ (لوگوں تک) پہنچاؤ۔

چنانچہ حضورؐ نے آواز بعثت سے ہی اس فرض کی بجا آوری شروع کر دی تھی۔

تبلیغ کی اہمیت:۔ اسلام اپنے معراج کے اعتبار سے ایک ایسا دین ہے جو ایک طرف تو طاقت و اقتدار چاہتا ہے جس کے نتیجے میں اسلام کا سیاسی نظام عمل میں آتا ہے۔اور دلوں کے ساتھ ساتھ جسموں پر اسلام کی حکمرانی قائم ہوتی ہے۔س کے ساتھ ہی اسلام فطری دین ہونے کی وجہ سے اپنے ماننے والاوں سے یہ تقاضا بھی کرتا ہے۔کہ وہ اس کا زریں پیغام انسانیت کے ہر فرد تک پہنچائیں۔اس لیے اسلامی ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ جب بھی وجود میں آئے تو اس امر کی طرف خاص طور پر توجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری دین کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچا دے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

ترجمہ:۔ ایسے لوگوں کو جب اقتدار حاصل ہوتا ہے تو وہ نماز قائم کرتے ہیں۔زکوۃ ادا کرتے ہیں۔اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ہر چیز کا نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

تبلیغ کے بنیادی اصول:۔ مذکورہ بالا ایسے اصول تبلیغ ہیں جن پر دل جمی سے عمل پیرا ہو کر نبی اکرمؐ نے انسانیت کی کایا پلٹ دی اور اسے دوزخ کے گڑھے سے اٹھا کر جنت الفردوس کا امین بنا دیا۔

دعوت تبلیغ کے چند اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اے نبیؐ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔یعنی بے وقوفوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے۔بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنی استعداد، حالات کو سمجھ کر اور موقع محل کے مطابق بات کی جائے۔

۲۔ اور اے محمدؐ میرے بندوں سے کہہ دو وہ زبان سے ایسی بات نکالا کریں جو بڑی بھلی ہو اس سے تبلیغ کا یہ اصول واضع ہوتا ہے۔ کہ اہل ایمان غیر مسلمان سے گفتگو اور مباحثے میں تیز کلامی، مبالغے اور غلو سے کام نہ لیں۔مخالفین چاہے کسی ہی دل آزار باتیں کریں۔مسلمانوں کو خلاف حق کوئی بات زبانوں پر نہیں لانی چاہیے۔

۳۔ میں ایسی تبلیغ و ہدایت کے کام پر تم سے کسی اجر کا مطلب کا طالب نہیں۔تبلیغ کا ایک سنہری اصول یہ ہے کہ داعی یہ کام بے لوث طریقے سے کرے۔اور ایسا کرنے میں کوئی ذاتی یا دینوی غرض مقصود نہ ہو۔بلکہ وہ صرف اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو۔

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر 7۔ درج ذیل عنوانات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں جامع نوٹ لکھیں۔

تقوی ، کسب حلال

۱۔**تقویٰ:**۔ لغت میں لفظ تقویٰ کے معنی ہیں ڈرنا، بچنا، پرھیز کرنا۔اس کے اہم معنی لفظ ارتقاء اور تقاۃ ہیں۔

اصطلاح میں دل کیا ایک خاص کیفیت کا نام تقویٰ ہے۔جس کی بنا پر انسان میں خدا کے حکم کے مطابق نیک عمل کی رغبت اور

برے عمل سے شدید نفرت وحقرت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔قرآن کریم میں لفظ خشیت اور حدیث میں ورع کا لفظ اور اردو میں اللہ کا خوف ایسی مفہوم کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تقویٰ انسان کو ہر لحہ اللہ کا خوف پیدا کر کے برائی سے باز رکھتا ہے۔حضرت عمرؓ نے کعب احبار سے کہا کہ تقویٰ کی تعریف بتائیے۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ کبھی خاردار راستے پر چلے ہیں؟ فرمایا ہاں پھر پوچھا کہا آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے حفاظت کی اور اپنے کپڑے سمیٹ کر چلا۔حضرت کعب نے کہا کہ یہی تقویٰ ہے اسی قسم کی روایت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے۔

دنیاوی زندگی ایک خاردار جنگل کی طرح ہے اگر کوئی شخص خود کو غلط راہوں سے بچاتا ہوا گزر جائے تو وہ متقی ہے۔تقویٰ کو اسلامی اخلاق میں بہت اہمیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن میں حصول تقویٰ پر بہت زور دیا گیا ہے اسلامی تعلیمات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا عبادات کا مقصد اور غرض غایت انسان میں تقویٰ پیدا کرنا ہے۔اس کا اندازہ آپ مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں لگا یئے۔

۱۔ قرآن کریم متقیوں کے لیے ہدیت کی کنجی ہے۔
۲۔ عبادات کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔
۳۔ روزے کا مقصود بھی حصول تقویٰ ہے۔
۴۔ قربانی بھی ایک تقویٰ کے حصول کے لیے ہے۔
۵۔ شعائر حج کا احترام بھی تقویٰ کی دلیل ہے۔
۶۔ لباسوں میں سب سے بہتر لباس بھی تقویٰ کا ہی ٹھہرا
۷۔ عظمت وفضیلت کا معیار بھی تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے۔
۸۔ جنت اور اس کی نعمتوں کا وعدہ بھی اہل تقویٰ ہی کے لیے ہے۔

حضور اکرمؐ نے بھی حصول تقویٰ پر بہت زور دیا ہے۔آپؐ کا شاید ہی کوئی خطبہ تقویٰ کی اہمیت سے خالی ہوتا ہو۔حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھوں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

خوب سن لو کہ کسی عربی کو عجمی پر کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو صرف تقویٰ کے سبب۔

۱۔ادنیٰ:۔ **۲۔متوسط۔** **۳۔اعلیٰ**

۱۔ادنیٰ درجہ یہ ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈر کر توحید خاص اختیار کرنا اور شرک سے بچنا یعنی ایمان لانا۔

۱۔متوسط درجہ یہ ہے۔ہر کبیرہ وصغیرہ گناہ سے بچنا

۳۔اعلیٰ درجہ یہ ہے۔ہر اس چیز سے بچنا اور لاتعلق رہنا جو قلب کو یاد الٰہی سے غافل کر دے۔

۲۔ **کسب حلال:۔** انسان کی زندگی روح اور جسم سے مرکب ہے جس طرح روح کے بغیر انسان کا وجود ممکن نہیں اسی طرح انسانی جسم کو اپنی بقا کے لیے پانی اور خوارک کی ضرورت ہے۔خوارک انسانی مشینری کا ایندھن ہے جو انسان کو ہر وقت متحرک رکھتی ہے۔اسلام نے جہاں انسان کو زندگی کے دوسرے شعبوں کے لیے اصول اور ضوابط دیئے ہیں۔وہاں روزی کمانے کے معاملے میں بھی انسان کی رہنمائی کے معاملے میں بے حساب نہیں چھوڑا دیا کہ جو چیز چاہیے کھائے اور جہاں سے جیسے حاصل کرنا چاہے کرے۔بلکہ انسان کو اچھی اور پاکیزہ خوارک کے حصول کے لیے اسباب پیدا کیے۔تمام برگزیدہ بندوں کو کسب حلال کا حکم دیا گیا۔

www.pakeducationzone.com

ترجمہ:۔ اے رسولان اکرام حلا روزی کھاؤ اور نیک کا کرو۔پھر یہ ہی حکم عام مسلمانوں کو دیا گیا۔

ترجمہ:۔ اے اہل ایمان جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں تناول کرو۔جو چیزیں حلال اور پاک ہیں وہ انسانی اخلاق پر برے اثرات ڈالتی ہیں۔اور جسمانی روحانی دونوں اعتبار سے انسان کے لیے مضر ہیں۔ان چیزوں کے استعمال سے انسان اخلاقی انحطاط اور زمینی پراکندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔اس لیے ان سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کسب حلال کے فضائل:۔ حلال روزی کی تلاش کا ایک فریضہ قرار دیا گیا ہے۔تمام انبیاء اور سلف صالحین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ محنت مزدوری کر کے اپنی روزی حاصل کریں۔حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کمائے ہوئے کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ

گناہوں میں بعض گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نماز نہ ہے نہ صدقہ ہے نہ حج ہے ان کا کفارہ طلب معیشت میں تکلیف اور پریشانی برداشت کرنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے

ترجمہ:۔ اے ایمان والو آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔

اس میں مندجہ ذیل صورتیں بھی داخل ہیں۔

۱۔ رشوت کے ذریعے حاصل شدہ مال۔

۲۔ چوری، ڈکیتی، غضب اور دھونس کے ذریعے حاصل شدہ مال۔

۳۔ دیانت داری اور فرض شناسی کے بجائے کام چوری اور مفت خوری سے حاصل شدہ مال۔

۴۔ ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور ملاوٹ کے ذریعے سے حاصل شدہ مال۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حرام روزی کھانے والے کا صدقہ نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 8۔(الف)۔خالی جگہیں پر کریں؟

1۔ خطبہ حجۃ الوداع <u>۱۰ ہجری</u> کو دیا گیا۔

2۔ حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ **<u>102</u>** افراد نے ہجرت کی۔

3۔ قرآن مجید کا پڑھنا **<u>ہدایت</u>** ہے۔

4۔ رسالت کے لغوی معنی **<u>پیام بر</u>** ہیں۔

5۔ قرآن مجید پر عمل کر **<u>باعث نجات</u>** ہے۔

(ب)۔درست اور غلط جملوں کی نشاندہی کریں؟

1۔ خطبہ الوداع کو اسلام منشور کہا جاتا ہے۔ **<u>درست</u>**

2۔ سورۃ الحجرت میں مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا گیا ہے **<u>درست</u>**

www.pakeducationzone.com

3۔ قرآن مجید میں لفظ دین ۹۵ جگہ پر آیا ہے۔ **غلط**

4۔ حج کا رکن اعظم بیت اللہ کا طواف کرتا ہے۔ **درست**

5۔ مسلمانوں کیمیاء دانوں میں امام جعفر صادق کا بھی شمار ہوتا ہے۔ **درست**

(ج)۔درج ذیل کے مختصر اجوابات لکھیں؟

(س)۔ا۔ مناسک حج کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ بہت سی ذخرابیوں کے گھس آنے کے باوجود حج ہمیشہ اہل صدق وطلب اور وارفتگان ذات بحالی کا بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔جس میں خود حسب خدا اپنے جاں نثاروں کو اپنے ساتھ لیے مناسک حج ادا فرماتے ہیں۔

س۔۲۔ پاکستان میں کون کون سے دو متوازی نظام تعلیم رائج ہیں؟

ج۔ دو متوازی تعلیم میں ایک عوام کے بچوں کے لیے عام تعلیمی ادارے ہیں اور دوسری طرف انگلش میڈیم سکول ہیں۔

س۔۳۔احسان سے کیا مراد ہے؟

ج۔ کسی کام کو اچھے طریقے سے انجام دینا۔

س۔۴۔ حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

ج۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے منیٰ اور یوم عرفہ کے خطبات میں مسلمانوں کو وداع کہہ دیا تھا۔

س۔۵۔ میثاق مدینہ کی کوئی تین شرائط تحریر کریں؟

ج۔ ا۔ خون بہا اور فدیہ کا قدیم طریقہ جاری رہے گا۔

۲۔ کوئی فریق قریش کو امان نہیں دے گا۔

۳۔ جھگڑوں اور اختلافات میں رسولؐ کو ثالث تسلیم کیا جائیگا۔

www.pakeducationzone.com

خزاں 2005ء

سوال نمبرا۔ درج ذیل سولات کے مختصر جوابات لکھیں؟

(س)۔ا۔ شرفِ انسانیت کا مطلب و مفہوم کیا ہے؟

ج۔ شرف انسانیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان صرف اس لیے قابل عزت ہے کہ وہ انسان ہے۔شرف انسانیت کا مفہوم کو دوسری مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔

س۔۲۔ دو متوازی نظام تعلیم سے کیا مراد ہے؟

ج۔ ایک دینی مدارس کا نظام اور دوسرے مروجہ تعلیمی نظام۔

س۔۳۔ سچے مسلمان اور مہاجر کی کیا پہچان ہے؟

ج۔ تارک وطن کو مہاجر کہتے ہیں۔سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔

س۔۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیا مراد ہے؟

ج۔ معروف اس بات کو کہتے ہیں۔جو لوگوں میں جانی پہچانی ہو منکر اس شخص یا چیز کو کہتے ہیں جو پہچانی نہ گئی ہو۔

س۔۵۔ عقیدہ اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

ج۔ عقیدہ، غلط یا باطل بھی ہوسکتا ہے۔مگر ایمان اپنے لفظی معنوں کے لحاظ سے اکثر اور اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے ہمیشہ حق اور صداقت کے لیے بولا جاتا ہے۔

س۔۶۔ زبان کی سچائی اور دل کی سچائی سے کیا مراد ہے؟

ج۔ زبان کی سچائی سے مراد ہے کہ جو لفظ زبان سے نکالا جائے وہ حقیقت پر مبنی ہو۔

س۔۷۔ صبر سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی اقسام کتنی ہے؟

ج۔ صبر کے معنی ہیں روکنا، برداشت کرنا، ثابت قدم رہنا باندھ لینا۔

صبر کی تین قسمیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں؟

ا۔ صبر علی الطاعة ۲۔ صبر عن المعصية ۳۔ صبر علی المعيبة

س۔۸۔ تبلیغ اور جہاد کا باہمی تعلق کیا ہے؟

ج۔ اسکا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں تک اسلام کا پیغام اپنی اصل شکل میں پہنچ جائے۔

س۔۹۔ فقیر آدمی کو کفر کے قریب لا کھڑا کرتا ہے۔؟

ج۔ **حدیث:۔** كاد الفقروان يكون كفرا

ترجمہ:۔ یعنی فقر بعض وقت کفر کے قریب لے جاتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

س۱۱۰۔ ذخیرہ اندوزی سے کیا مراد ہے؟

ج۔ اشیاء کا جمع کرنا ذخیرہ اندوزی کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲۔ درج ذیل آیات کا ترجمہ وتشریح کریں؟

۱۔ والزین لا عدعون مع اللہ الھا احرا

ترجمہ:۔اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔

تشریح:۔سوچ کا یہ درست زاویہ محبت الٰہی کی دعوت دیتا ہے۔کہ کسی کا ایک معمولی حسن سلوک ساری عمر کی احسان مندی کا باعث بنتا ہے تو جو زندگی بخشتا ہے اس کے لیے ساری عمر محبت کے جذبے پروان چڑھتے ہیں اسی لیئے فرمایا کہ

''جو لوگ ایمان لے آئے وہ اللہ تعالٰی سے بہت محبت کرنے والے ہیں۔ایمان کی تکمیل کے بغیر ممکن نہیں۔ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ سے محبت کی جائے اللہ تعالٰی سے محبت کا تقاضا ہے کہ اسکا فرمانبردارر ہے۔

۲۔ ان اللہ یعب المقسطین **ترجمہ:**۔بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں خدا تعالٰی نے انصاف کرنے والوں کو پسند فرمایا ہے جو لوگ انصاف کرتے ہیں۔اگر دونوں فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ہاں اگر ایک کی واضح زیادتی ہو تو ظالم کے مقابلے میں مظلوم کا ساتھ دو۔یہاں تک کہ ظالم اپنے ظلم سے باز آ جائے۔ایسی صورت میں دونوں کے درمیان انصاف کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر پائیدار صلح کر دو۔ویسے بھی ہر معاملے میں انصاف سے کام لو کیونکہ انصاف کرنے والوں کو اللہ تعالٰی پسند کرتا ہے۔

۳۔ ان اللہ علیم حبیر **ترجمہ:**۔بے شک خدا سب کچھ جاننے والا ہے سب سے خبردار ہے۔

تشریح:۔اس آیت میں بتایا گیا ہے۔کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں جو بھی کام کسی سے بھی چھپ کر کرتے ہیں اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا مگر یہ بات ذہن میں رکھ لینی چاہیے کے ہمارا خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔کوئی بھی غلط کام کرتے ہوئے۔مثلاً چوری زنا بدکاری شراب نوشی کرتے ہوئے یہ مت سوچے کہ سب ہم سے غافل ہیں۔یا ہم سب سے یہ کام چھپ کر کر رہے ہیں کوئی شخص اگر ہمیں نہیں بھی دیکھ رہا تو صرف اور صرف ہمارا اللہ ہمیں ضرور دیکھ رہا ہے۔اس لیے تاکید کی گئی ہے کہ برے کاموں سے بچے رہو اور نیک کام کرو کیونکہ خدا سب کچھ جاننے والا ہے اور سب کی خبر رکھتا ہے۔

سوال نمبر۳۔ دین اسلام کی اہمیت اور اس کی تعلیمات کا تاریخی پس منظر تفصیل سے بیان کریں؟

دین اسلام کی اہمیت:۔دین اسلام کا ہمیشہ سے دین ہونے کا ایک ثبوت یوں بھی ملتا ہے۔کہ اب بھی تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ تعلیمات ملتی ہیں۔یہ بات خود ہمارے نبی کی سچائی کی دلیل ہے۔اس لیے کہ آپؐ نے ہمیشہ اسلام کے اصل دین ہونے پر زور دیا ہے۔دین اسلام کی آخری مکمل اور محفوظ شکل وہی ہے۔جو حضرت محمدؐ نے پیش کی ہے۔لہٰذا اب اصطلاحی معنوں میں اس کا جواب اس لیے استعمال کرتے ہیں۔

www.pakeducationzone.com

یہ ناممکن ہے کہ انسان کوئی دین بھی اختیار نہ کرے۔ دین کا مطلب ہے طریقہ زندگی یا دستور حیات تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی زندگی گزرانے کے لیے کوئی بھی اصول یا طریقہ اختیار نہ کرے۔ یہ تو ہوسکتا ہے۔ کہ ہر چار دن کے اور طریقہ یا مذہب بدلتا رہے مگر با اصول اور بے دین ہونا بھی ایک حسول یا دین ہی تو ہوا فرق کو صرف اتنا ہے کہ غلط یا صحیح دین اور اچھے اور برے طریقے کا کا ہی رہ گیا ہے۔ گویا لفظی معنوں میں (طریق زندگی) کے لحاظ سے بے دین اسے بھی کہا جاتا ہے۔ جس نے کبھی اپنے اور اس دنیا کے آغاز اور انجام کے بارے میں کچھ نہ کچھ پوچھا یا سوچا نہ ہو۔ اس کا جواب اس سے بھی مل جاتا ہے۔ یا جہاں سے بھی ملے اپنی سوچ و مطالعہ سے معاشرتی ماحول سے یا بچپن کی تربیت سے۔ شعوری یا غیر شعوری طور پر اس سوال کا کوئی نہ کوئی جواب اسکا ذہن ضرور قبول کر لیتا ہے۔ اور پھر اس جواب کے مطابق اس کے ذہن میں زندگی کا ایک مقصد متعین ہو جاتا ہے۔

جب ہم صرف دین کہتے ہیں۔ تو بھی ہمارا مطلب دین اسلام ہی ہوتا ہے اور صرف اسلام کہیں۔ تو اس سے اسلام کے متعلق بہت سی باتیں صرف دین کی ہیں مثلاً مسلمانوں کا باہم اخوان فی الدس (دینی بھائی ہونا، (دین کا نفاذ) واجب ہوتا دین میں فرقہ پابندیاں قائم کرنے کی ممانعت وغیرہ

دین کی تعلیمات:۔ دین اسلام کی تعلیمات کا تاریخی پس منظر:۔

دین اسلام کا یہ محمدی دور آج سے کم و بیش چودہ سو سال پہلے اسی دن شروع ہوا جس دن حضرت محمدؐ اپنے شہر مکہ میں چالیس سال گزار چکے تھے۔ آپؐ کے ہم وطنوں کا عام مذہب شرک اور بت پرستی تھا۔ وہ لوگ اور بھی بیسیوں قسم کی خرابیوں میں مبتلا تھے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کے قائل نہ تھے۔ بلکہ سختی سے اس کا انکار کرتے تھے۔ اس ماحول میں ہمارے آقا (محمد بن عبداللہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے چالیس برس اس طرح گزارے کہ سب لوگ انکے اخلاق و عادات اور سیرت و کردار کے مداح تھے۔ سارے شہر میں ان کی سچائی اور امانت کی دھوم تھی۔ اس وقت آنحضورؐ نے اپنے ہم وطنوں کے سامنے یہ دعویٰ کیا اور اس بات کی تبلیغ شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود تمہاری طرف پیغام یعنی (رسول) مقرر پیغام پہنچانے والا کیا ہے۔ اور اسکی دو بنیادی باتیں ہیں

۱۔ یہ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۲۔ یہ کہ مرنے کے بعد تم سب دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔ اور وہاں تم سے اس زندگی میں کیے گئے کاموں کا حساب لیا جائے گا۔

جن لوگوں نے آپ کی تصدیق کی آپؐ پر ایمان لائے وہ مسلمان کہلائے اور انکار کرنے والے کافر۔ آہستہ آہستہ دوگرہوں کا دائرہ پورے ملک عرب تک اور پھر ساری دنیا تک وسیع ہو گیا۔ ۲۳ برس تک حضرت محمدؐ نے دین اسلام کی تبلیغ کی یہاں تک کہ پورے عرب میں آپؐ کا دین پھیل گیا۔ اس حدت میں آپؐ کو کیا مشکلات پیش آئیں اور آپؐ کو کیسے کامیابی حاصل ہوئی اسے بیان کرنا ہمارے بس نہیں ہمارے موضوع سے خارج ہے۔

سوال نمبر۴۔ عقیدہ رسالت کا مطلب کیا ہے نیز آخری رسالت کے خصائص بیان کریں؟

<u>عقیدہ رسالت کا مطلب</u>:۔ عقیدہ رسالت پر ایمان لانا واجب ہے یعنی اس بات پر بھی کہ رسالت برحق ہے اور اللہ رسول بھیجا کرتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

اوراس بات پر بھی کہ فلاں فلاں بزرگ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول ہیں ۔ ہر نبی اور رسول نے دعوت توحید کے ساتھ اپنی نبوت پر زور دیا اور رسول پر ایمان لانے کا مطلب ہے اس کے تمام دعوؤں، وعدوں اور تعلیمات کی دل سے تصدیق کرنا اور زبان سے اس بات کا اقرار بھی کرنا ۔ یہ تمام توجہ طلب ہے ۔ اگر رسول کی کسی ایک بات کو بھی سچ نہ مانا تو یہ بھی تکذیب ہی کی ایک صورت رہی ۔

ہر نبی یا رسول کے ماننے والے اپنے زمانے کے مسلمان اور تکذیب وانکار کرنے والے ہی اس زمانے کے کافر ہوتے تھے ۔ یعنی نبی یا رسول کے لیے نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنا ضروری ہے اور یہ دعویٰ کوئی معمولی نہیں ہوتا ۔ اس کے تبلیغ کرنے سے ایک نئی امت وجود میں آتی ہے ۔ موت یا رسالت کے دعویٰ کے بعد اسے ماننے یا نہ ماننے میں کوئی غیر جانبدار نہیں رہ سکتا ۔ اسلام یا کفر کے دو راستوں کے سوا تیسرا کوئی راستہ ہی نہیں ہوتا ۔

آخری رسالت کے خصائص:۔ ہمارے نبی کریم اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں ۔ آپؐ اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں ۔ آپؐ نے ہی یہ دعویٰ اور اعلان کیا کہ اب آپؐ کے بعد نہ کوئی نہیں آئے گا ۔ آپؐ سے پہلے سب انبیاء اپنی امتوں کو ایک آنے والے عظیم نبی کی بشارت دیتے تھے ۔ آپؐ نے کسی آنے والے کی بشارت دینے کی بجائے آئندہ نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کذاب (سب سے جھوٹا) کہا ہے ۔ آپؐ کا نبوت ختم ہونے کا اعلان انسانیت پر ایک بڑا احسان ہے اب کوئی کسی ماوراالحواس ہستی یا ذریعے کے حوالے سے اپنی بات یا شخصیت کو لوگوں کی مدد سے آخری وحی الٰہی کی روشنی میں چلتا ہے ۔

آنحضرتؐ سے پہلے انبیاء صرف اپنے اپنے ملک وقوم کے لیے مبعوث کیے جاتے تھے ۔ آنحضرتؐ سارے انسانوں اور پوری دنیا کے لیے اللہ کے رسول ہیں ۔ آپؐ کا دین ہمہ گیر ہے اور عالم گیر بھی ۔ مسلمان فخر سے سر اٹھا کر کہہ سکتا ہے ۔ کہ اسے زندگی کے کسی بھی مسئلے میں راہنمائی کے لیے کسی بھی ازم کی ضرورت نہیں رہ جاتی ۔ ہمارا ہادی، ہمارا آقا محمدؐ ہی ہر معاملے میں ہماری راہنمائی صرف زبانی ہی نہیں بلکہ اپنے عملی نمونے کے ساتھ رہنما ہے ۔ آپؐ کی رہنمائی کے مطابق چلنے میں فلاح اور آپؐ کی راہنمائی سے انحراف ہلاکت کی راہ ہے ۔

سوال نمبر ۵ ۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور احکام اور مقاصد تفصیل سے لکھیں؟

زکوٰۃ کی اہمیت:۔ اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل امور سامنے رکھے گئے ہیں ۔

۱ ۔ زکوۃ ادا کرنے اور نماز کو قائم کرنے کے علاوہ انفاق (مال خرچ کرنا) اور صدقے کے الفاظ سے بھی زکوٰۃ کا حکم متعدد جگہ پر آیا ہے ۔

۲ ۔ نماز کی طرح زکوٰۃ بھی انبیاء نے دین کا ضروری حصہ قرار دیا ہے ۔

۳ ۔ پہلی امتوں کے نیک لوگوں اور اس امت کے عنداللہ بلند مرتبہ پانے والوں کی ایک خاص صفت زکوٰۃ ادا کرنا اور اپنے مال میں مستحق کا حق ماننا بیان ہوئی ہے ۔

ہمارے نبی کریم نے نماز کی طرح زکوۃ کا بھی ایک متعین نظام قائم اور اس نظام کو چلانا حکومت پر فریضہ قرار دیا ہے ۔

زکوٰۃ کے احکام:۔ نبی کریمؐ نے اصول کی نشاندہی فرمادی ۔ جن پر زکوۃ واجب ہوگئی جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱ ۔ زرعی پیداوار ۲ ۔ معدنیات یا کو دفینہ ۳ ۔ سونا چاندی نقدی یا مال تجارت ۴ ۔ مویشی (اونٹ، بھیڑ بکری اور گائے) شامل ہیں ۔

www.pakeducationzone.com

۵۔ ان میں ہر ایک چیز کی (ماسوائے دفینہ یا معدنی دولت) وہ کم از کم مقدار مقرر فرمائی جس کی چار قسمیں ہیں یعنی،
1/40,1/20,1/10,1/5

یا علیٰ الترتیب اس کے مصارف قرآن میں بیان کر دیئے تھے۔آپؐ نے اہل سنت پرکوۃ لینا حرام قرار دیا۔

<u>زکوٰۃ کے مقاصد</u>:۔ عام لوگ زکوٰۃ کو ٹیکس کہہ دیتے ہیں یاد رکھیئے زکوٰۃ ٹیکس نہیں عبادت ہے۔سرکاری ٹیکس تو ایک طرح کا فرمان سمجھ کر یا مجبوری سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے۔زکوٰۃ میں تو یہ الٹا یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہی نہ ہو۔زکوٰۃ اور حکومت کے ٹیکسوں میں بنیادی فرق ایسا ہی ہے کہ ایک دوسرے کی بالکل ضد ہیں زکوٰۃ امیروں سے لے کر غریبوں کو دی جاتی ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ

ان (مسلمانوں) کے امیروں سے لی جاتی ہے اور ان کے فقراء (غریبوں) کو طرف لوٹائی جاتی ہے۔اس کے برعکس دنیا بھر کی حکومتوں کے ٹیکسوں عموماً غریبوں سے لے کر امیروں پر خرچ کیے جاتے ہیں۔مگر براہ راست یا بالواسطہ ٹیکس کا بوجھ غریب پر پڑتا ہے مگر براہ راست اس کا زیادہ حصہ حکومت کے بڑوں کے کام آتا ہے۔

زکوۃ دولت کو منجمد رکھنے کے بجائے سرمایہ کاری کی ترغیب دیتی ہے۔جو مال ایک سال تک زائد از ضرورت پڑا رہے اس پر زکوۃ لگتی ہے۔اور اگر وہ سال گزرنے سے پہلے کسی تجارت وغیرہ میں لگا دیا جائے تو نہ صرف اس پر زکوۃ ہوگی بلکہ اس کے منافع پر بھی ہوگی۔
اس طرح زکوٰۃ نہ صرف ہمارے روحانی تزکیہ کا سبب بنتی ہے بلکہ ہمارے معاشرے اور معیشت کے بہت سے لوگوں کا علاج بھی کرتی ہے۔

سوال نمبر ۶۔ خطبہ حجۃ الوداع کو اسلامی منشور کہا جاتا ہے۔وضاحت کریں؟

<u>حجۃ الوداع</u>:۔ فتح مکہ اور تطہیر کعبہ کے بعد اگر چہ آپؐ نے عمرہ ادا فرمایا تھا۔لیکن ابھی تک باقاعدہ حج نہیں کیا تھا۔وحی الٰہی کے لطیف اشاروں اور تکمیل دین کی خوشخبری سے یہ اندازہ ہو چلا تھا۔کہ آپؐ کی زندگی کا مشن تکمیل پزیر ہو چکا ہے اس لیے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ آپؐ مجمع عام میں اسلام کے بنیادی اصول اور مسائل حج بیان فرمائیں چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ رسول اکرمؐ اس سال حج میں شرکت فرمائیں گے۔اس خبر کا پھیلنا تھا کہ ہر طرف سے مسلمانوں کا سیلاب امنڈ آیا۔اس حج اکبر میں کم و بیش سوا لاکھ فرزندان توحید نے شمولیت کا شرف حاصل کیا۔یہ حج ۱۰ ہجری میں ادا ہوا۔اور تاریخ اسلام میں حجۃ الوداع کے نام سے موسوم ہے۔یہ وہ واحد اور منفرد حج ہے جو فرضیت حج کے بعد حضورؐ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے منیٰ اور یوم عرفہ کے خطبات میں مسلمانوں کو وداع (خدا حافظ) کہہ دیا تھا۔

ذیل میں اس خطبے کے اہم نکات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں میں کے نیچے ہیں۔

۲۔عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔

۳۔ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔

۴۔جو خود کھاؤ وہی اپنے غلاموں کو کھلاؤ جو خود پہنو وہ انہیں پہناؤ۔

www.pakeducationzone.com

۵۔عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

۶۔خدا نے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا ہے اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں۔

۷۔عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ معاشرے میں اپنے شوہر کے مال میں سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ دے۔

۸۔امانت واپس کی جائے گی۔عطیہ لوٹایا جائے گا۔ضامن تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

۹۔ہر مجرم اپنے جرم کا ذمہ دار ہے۔باپ کے جرم کا ذمہ دار بیٹا نہیں بیٹے کے جرم کا جواب دہ باپ نہیں۔

۱۰۔اگر حبشی غلام تمہارا امیر ہو جائے اور تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق لے چلے تو اس کی اطاعت کرو۔

ان الفاظ کے بعد آنحضرتؐ نے مجمع سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ میں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہاں اس پر آپؐ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا کہ: اے خدا تو گواہ رہنا

اے خدا تو گواہ رہنا

اے خدا تو گواہ رہنا

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر ۷۔ اسلام میں اخلاق کی اہمیت اور اسلامی تصور اخلاق کی خصوصیات تفصیل سے بیان کریں؟

اسلام میں اخلاق کی اہمیت:۔ دنیا کے تمام مذاہب نے اپنی بنیاد اخلاق پر رکھی ہے۔لیکن اسلام نے اخلاقیت پر جتنا زور دیا ہے دوسرے کسی مذہب میں نہیں دیا گیا۔حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک جتنے بھی انبیاء اس دنیا میں تشریف لائے۔انہوں نے ہمیشہ اچھے اخلاق کی تعلیم دی اور برے اخلاق سے اپنی امت کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کی۔عقائد و عبادات کے اور تعلیمات اسلامی میں اخلاقیات کا درجہ آتا ہے۔بلکہ اخلاق کو بعض لحاظ سے عبادات سے بھی بڑھا دیا گیا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد بجا میں اخلاقی کوتاہی کی معافی اپنے ہاتھ میں لینے کے بجائے اس بندے کے ہاتھ میں رکھی ہے۔جس کی حق تلفی کی گئی ہو۔

اسلامی تصور اخلاق کی خصوصیات:۔ اسلامی تصور اخلاق کی بعض ایسی خصوصیات ہیں جو اس کو دوسرے مذاہب کے تصور اخلاق سے ممتاز کرتی ہیں۔ہم آپ کے لیے صرف دو اہم خصوصیات کا ذکر کریں گے۔

۱۔ اسلام اخلاق نیت اور رضائے الٰہی کو ہر عمل صالح کا محور اور مرکزی نقطہ قرار دیتا ہے۔یہ ہی شرط اخلاقیات کو عبادات کے درجہ تک پہنچاتی ہے اور انسان کے اندر قوانین اخلاق پر عمل کرنے کا حقیقی جذبہ پیدا کرتی ہے۔

۲۔ اسلامی تصور اخلاق میں اتنی جامعیت اور ہمہ گیری ہے کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق اخلاقی تعلیمات موجود نہ ہوں۔قرآن کریم علم و اخلاق کی ایک حکیمانہ کتاب ہے۔اسلام نے اخلاق فلسفہ اخلاق اور شخصی و قومی اخلاق پر مفصل بحث کی ہے۔اور تعلیم کو حضورؐ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد قرار دیا تھا۔چنانچہ آپ کی بعثت اخلاقیات میں بھی تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔قرآن مجید اس کی شہادت ان الفاظ میں دیتا ہے۔

ترجمہ:۔بے شک آپؐ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔

کو دآپ ؐ کا ارشادہ گرامی ہے۔

" بعثت لا تم مکا یمه الا خلاق "

ایک حدیث ہے کہ اچھے اخلاق کو ایمان کی تکمیل کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۸۔ سنت کی اہمیت بیان کریں نیز یہ بتایئے کہ انبیاء کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

سنت کی اہمیت:۔ لغت میں سنت اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جائے خواہ وہ راستہ اچھا ہو یا برا۔لیکن شرعی اصطلاح میں سنت سے مراد حضورؐ کے افعال واقوال ہیں یا ایسے کام جو سرورکائنات کے کیے گئے ہیں۔اور آپؐ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔سنت کا اطلاق ایسے امور پر بھی ہوتا ہے۔جو خلفائے راشدینؓ نے کیے ہوں یا ان کے کرنے کا حکم دیا ہو حضورؐ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ تم پر میرے طریق کار اور میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا لازم ہے۔

حضورؐ کے قول وفعل کا نام سنت یا حدیث ہے لہذ احدیث کو وہی حیثیت حاصل ہے جو رسول اکرمؐ کی اطاعت کو اسلامی عقائد میں ایمان اللہ کے اور ایمان یا رسولؐ کا درجہ ہے ایک اعتبار سے رسالت کا مقام اہم ہو جاتا ہے۔کہ لوگوں کو رسولوں کے ذریعے خدا کا تعارف کرایا جائے۔اگر انبیاء نہ ہوتے تو ہم خدا کو پہچاننے میں غلط فہمی کا شکا ہوتے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالی نے آپؐ کے افعال کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ اور آپؐ کی سیرت مقدسہ کو ہمارے لیے مشعل راہ قرار دیا۔

قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے لیئے رسول کریمؐ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

انبیاء کی اطاعت کیوں ضروری ہے:۔

اسلامی نقطہ نظر سے حکم صادر کرنے اور قانون بنانے کا حق صرف اللہ تعالی کو ہے۔جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔حکم صرف خدا کا ہے۔

اس آیت کی روح سے حکم صادر کرنے کا حق ذات خداوندی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں۔انبیاء کی اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالی کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔اور اس پر عمل کرکے دکھاتے ہیں۔

اس ضمن میں قرآن پاک کی مندرجہ ذیل دو آیات بھی ملاحظہ ہوں۔جنکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

ترجمہ:۔ پس کیا ہے رسولوں کے نہ صرف یہ کہ پہنچا دینا ہے واضح طور پر

ترجمہ:۔ وہ (ہمارا بھیجا ہوا رسول) اپنی مرضی سے نہیں بولتا وہ تو صرف وحی ہے جو کی جاتی ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ آپؐ کا ہر قول ع فعل حکم خداوندی پر مبنی ہوتا ہے۔اس حدیث کے پیش نظر علما نے وحی کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

www.pakeducationzone.com

۱۔ **وحی متلو**:۔ یعنی تلاوت کی جانے والی وحی

۲۔ **وحی غیر متلو**:۔ یعنی وہ وحی جس کی تلاوت نہیں کی جاتی اس سے واضح ہوا کہ قرآن اور سنت دونوں کا اصل سرچشمہ وحی الٰہی ہے ۔اس لیے دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔چنانچہ قرآن کریم میں آپؐ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت وفرمانبرداری قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ:۔ فرمادیجئے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے رہو تو میری پیروی کرو۔خدا تم کو دوست رکھے گا۔اور تمہارے گناہ معاف کردیگا۔

اس آیت کے ترجمہ کے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کی پیروی اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے حضورؐ کی پیروی کا مطلب یہ ہی ہے کہ آپؐ کہ اقوال و اعمال اور سیرت وکردار کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا جائے۔

www.pakeducationzone.com

بہار 2006ء

نوٹ: پانچ سوال حل کریں۔پہلاسوال لازمی ہے۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل آیات مبارک کاترجمہ وتشریح کریں۔

(الف)۔ واعلموان ضیکم رسول اللہ ہ

(ب)۔ انما المو منون اخوۃ ہ

ترجمہ:۔ (الف)۔ اور جان رکھو کے تمہارے درمیان خدا کے پیغمبر (موجود) ہیں۔

تشریح:۔اوراللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلیئے پیغمبروں کو چن لیا۔زمانہ جاہلیت میں انسانیت کی ہدایت کے لیے کوئی نہ تھا۔جس کی وجہ سےلوگوں نے بہت سے گناہ کرڈالے۔ان تمام گناہوں سے خدا نے انسان کو بچانے کے لیے پیغمبروں کو بھیجا کہ تمام پیغمبر انسان کوسیدھے راستے کا بتائے۔تاکہ انسان ان تمام گناہوں سے بچ سکے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کی وجہ سے لوگ کچھ سمجھ نہیں رکھتے تھے۔لیکن پیغمبروں کے بعد تمام گناہوں کی معافی نا قابل قبول ہوگئی ہے۔

ترجمہ:۔ (ب)۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کوئی تکلیف دے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ رہیں۔

اس لیےاسلام نے کبھی ایک موقع پر تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی کا درس دیا ہے۔رسولؐ نے ایک موقع پر ایک مسلمان کا ہاتھ دوسرے مسلمان کے ہاتھ میں تھما دیا۔اورفرمایا کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔اور ہر مسلمان کو ایک دوسرے کی غم وخوشی میں شامل ہونا ضروری ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں کیونکہ یہ ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمدؐ کا کلمہ ہے۔وہ ہمیں ہمیشہ بھائی چارے اوراخوت کادرس دیتے تھے۔

سوال نمبر 2۔ سنت سے کیامراد ہے؟قرآن مجید واحادیث کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان کریں؟

جواب۔قرآن کریم کی بکثرت آیات میں اطاعت رسولؐ کاحکم دیا گیا ہے۔رسولؐ کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے۔وہی ایک معتبر ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام پہنچتے ہیں۔ہم خدا کی عبادت بھی رسولؐ کی پیروی کے بغیر نہیں کرسکتے۔رسولؐ کی اطاعت سے انحراف خدا کے خلاف بغاوت ہے۔اس مضمون کو اس حدیث میں واضح کیا گیا ہے۔

ترجمہ:۔جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

آنحضرتؐ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپؐ کی اطاعت کی صرف یہ ہی صورت باقی رہتی ہے۔آپؐ کے اقوال و ارشادات،آپؐ کی حیات وسیرت اور آپؐ کے بتائے ہوئے راستے کو واجب الااطاعت قرار دیا جائے۔اوران کو عملی زندگی میں اپنایا جائے۔ظاہر ہے کہ حضورؐ کے بیان کردہ احکام کا مجموعہ حدیث بنوی کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔یہاں تک کہ غیرمسلموں نے

www.pakeducationzone.com

بھی کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔قرآن کریم نے اطاعت رسول کا حکم دیتے ہوئے فرمایا

ترجمہ:۔ہمارا رسولؐ جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو۔اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو۔

اور ہم نے کوئی رسولؐ نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

ترجمہ:۔جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

سنت کی اہمیت:۔ لغت میں سنت اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جائے خواہ وہ راستہ اچھا ہو یا برا۔لیکن شرعی اصطلاح میں سنت سے مراد حضورؐ کے افعال واقوال ہیں یا ایسے کام جو سرورکائنات کے کیے گئے ہیں۔اور آپؐ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔سنت کا اطلاق ایسے امور پر بھی ہوتا ہے۔جو خلفائے راشدینؓ نے کیے ہوں یا ان کے کرنے کا حکم دیا ہو حضورؐ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ تم پر میرے طریق کار اور میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا لازم ہے۔

حضورؐ کے قول وفعل کا نام سنت یا حدیث ہے لہذا حدیث کو وہی حیثیت حاصل ہے جو رسول اکرمؐ کی اطاعت کو اسلامی عقائد میں ایمان اللہ کے اور ایمان با رسولؐ کا درجہ ہے ایک اعتبار سے رسالت کا مقام اہم ہو جاتا ہے۔کہ لوگوں کو رسولوں کے ذریعے خدا کا تعارف کرایا گیا۔اگر انبیاء نہ ہوتے تو ہم خدا کو پہچاننے میں غلط فہمی کا شکار ہوتے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے افعال کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ اور آپؐ کی سیرت مقدسہ کو ہمارے لیے مشعل راہ قرار دیا۔

قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے لیئے رسول کریمؐ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

قرآن کریم نے واضح الفاظ میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کی سیرت وحیات کی روشنی میں امت اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔اور ان کی ہدایت پر عمل کر کے اپنے دامن کو فلاح ونجات سے مالا مال کر سکے چنانچہ فرمایا۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے کوئی رسولؐ نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

سوال نمبر 3۔توحید کے لفظی اور اصطلاحی معنی بیان کریں؟نیز توحید کی اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

توحید کے لفظی اور اصطلاحی معنی:۔ لفظ توحید کے لفظی معنی ہیں ایک بنانا اور ایک جا کر دینا اس کی اصل وحدت ہے اور اسی سے نکلے ہوئے ایک اور لفظ اتحاد سے آپ بخوبی واقف ہیں۔اصطلاح کے طور پر لفظ توحید اب لا الہٰ الا اللہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز الہٰ نہ ماننا۔

قرآن کریم میں لفظ توحید تو استعمال نہیں ہوا البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے واحد اور احد کے نام آنے کی بنا پر اس موضوع پر قرآن کریم کی بکثرت تفصیلات اور بتکرار تعلیمات کے لیے بطور ایک عنوان کے یہ اصطلاح اختیار کی گئی ہے۔اس کے لیے عربی میں ایک اور لفظ ''واحدنیۃ'' بھی مستعمل ہے۔مگر زیادہ مشہور اصطلاح توحید ہی ہے۔

www.pakeducationzone.com

توحید کی اہمیت:۔ توحید کی اہمیت پر مختصر بات پہلے کرتے ہیں (یعنی کہ توحید کیوں ضروری ہے؟) قرآن وحدیث کی روشنی میں نظر ڈالتے ہیں۔توحید کا مضمون قرآن کریم میں بار بار اور کئی طریقوں سے بیان ہوا ہے مثلاً

۱۔ (اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں)

یہ عبارت قرآن کریم میں ۱۲ جگہ آئی ہے۔

۲۔ (اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں)

یہ عبارت قرآن کریم میں ۳۰ دفعہ دہرائی گئی ہے۔

۳۔ تم سب کا اللہ ایک ہی ہے۔

یہ بات قرآن کریم میں ۶ جگہ بیان ہوئی ہے۔

۴۔ اسی طرح کہیں (بات تو صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا الہ ہے)

کہیں (یہ صرف اتنی ہے کہ وہی اکیلا الہ ہے)

۵۔ کہیں اللہ کے سوا کوئی اور کسی طرح کا الہ ہے ہی نہیں اور کہیں (تمہارا اس کے سوا کوئی اور کسی طرح کا الہ نہیں ہے) کہہ کر مختلف طریقوں سے یہ ہی مضمون ذہن نشین کرایا گیا ہے۔پورے قرآن کریم میں اسم جلالت ''اللہ'' کل 2696 دفعہ آیا ہے۔اور لفظ'' الہ' 125 جگہ اور ''الھۃ'' (الہ کی جمع) کل 36 جگہ آیا ہے۔اس سے اندازہ کیجئے کہ قرآن کریم میں اس مضمون پر کس قدر تفصیل اور وضاحت سے بات کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں یہ بات متعدد بار مختلف طریقوں سے اور مختلف سورتوں میں بیان ہوئی ہے۔کہ تمام انبیا اور رسولوں کی تعلیم میں توحید ہی سرفہرست تھی۔کسی بھی بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کا پیغمبرانہ طریقہ یہ ہی ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ توحید درست اور مضبوط کیا جائے۔خود ہمارے نبیؐ نے اپنی دعوت کا آغاز اسی سے فرمایا۔ قرآن کریم نے صرف یہ ہی نہیں سمجھایا کہ توحید کتنی اہم اور ضروری ہے بلکہ یہ بھی وضاحت سے سمجھایا کہ توحید کسے کہتے ہیں۔یہ مضمون کتاب وسنت میں اس تفصیل سے بیان ہوا ہے کہ صرف اس موضوع پر مستقل تالیف کرنا لازمی ہے۔توحید ایک اہم اور ضروری عمل ہے۔

سوال نمبر 4۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں؟

(الف)۔آخرت (ب)۔ جہاد

(الف) آخرت:۔ عقیدہ آخرت کے خوشگوار اثرات اور ذریعہ تعلیم وتربیت کے طور پر اس کے استعمال کے فوائد دو طرح سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

۱۔برائی سے بچنے میں ۲۔نیکی کی طرف چلنے میں

عقیدہ آخرت اسلام کا تیسرا بنیادی اصول یا عقیدہ ہے۔قرآن کریم نے ایک جگہ انسان کی تخلیق اور تولید کے مختلف مراحل کا ذکر کرکے اس

www.pakeducationzone.com

سے ''احسن الخالقین'' کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا ہے ۔اس کے بعد فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔تو پھر یقیناً تو اس کے بعد تو ضرور ہی مرنے والے ہو۔پھر یقیناً تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندگی کو زوردار الفاظ میں بیان کرنا تو خیر کوئی بات ہوئی۔اس آیت میں قابل غور بات یہ ہے کہ موت کے یقیناً اور ضروری واقع ہونے کی خبر دینا بھی کوئی نا قابل یقین بات ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ آخرت کے بغیر اور صالح معاشرے کا قیام ناممکن ہے؟

عقیدہ آخرت اس دنیا کی حق تلفی اور اس کی صحیح قدر و قیمت سے انکار کے بغیر صرف آخرت کی ترجیح پر قائم ہے اس کی بنیاد آخرت کی جدوجہد حق و صداقت کے لیے سعی مسلسل اور لازوال زندگی کے حصول کے لیے عارضی اور مالی خواہشات کی قربانیاں اور رضائے الٰہی کی طالب ہے۔اس میں ذرا شک نہیں کہ مسلمان صرف اسی عقیدے کی کمزوری کی وجہ سے کمزور ہوئے ہیں۔مسلمانوں کو نئی نسل جو آج کل ہوا وہوس میں گرفتار نظر آرہی ہے۔ان کو اس عقیدے،عقیدہ آخرت کی تجدید اس کے از سر نو احیا اور مسلمانوں میں اس کی اشاعت کی شدید ضرورت ہے۔کھسکی ہوئی چول اس وقت تک اپنی صحیح جگہ پر نہیں آئے گی اور مسلمانوں کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا۔جب تک وہ اس زندگی اور آنے والی زندگی کو قرآن کریم کے نقطہ نظر سے دیکھنا شروع نہ کردیں گے۔

۱۔ اس عقیدے اسلام کی اہمیت سمجھنے کے لیے حسب ذیل امور ہیں۔

۲۔ قرآن میں آخرت کا بیان اتنی جگہ اور اتنی آیات میں ہوا ہے۔

۳۔ قرآن کریم میں جن انبیاء کے حالات بیان ہوئے ہیں۔

۴۔ عقیدہ آخرت اسلام کا اساسی عقیدہ ہے۔

۵۔ خدا اور آخرت کا عقیدہ ہے ہمیشہ انسان میں موجود رہا ہے۔

جہاد:۔ جہاد اسلام الہامی مذاہب کے سلسلے کی تکمیلی کڑی ہے۔اور تمام عالم انسانی کے لیے ربانی پیغام اور ضابطہ حیات ہے۔

لغت عرب میں اسلام کے معروف معنی امن وسلامتی کے ہیں اور امن وآشتی کے اس مقصد جلیل کو حاصل کرنے کا وسیلہ جہاد ہے جہاد کے لغوی معنی کمال درجہ کاشش کرنا اور قرآن وسنت کی اصطلاح میں اس کے معنی ایسی بھرپور سعی وجہد کے ہیں جو سچائی کی راہ میں یا اسلام کی سربلندی کے لیے ہے۔

قرآن دلائل کی موت سے دوسرے مذاہب پر اسلام کی فضیلت یا برتری ثابت کرنا جہاد بالقرآن ہے۔اور اگر زور قلم سے کی جائے تو اسے جہاد بالقلم کہیں گے۔اگر انسان اپنی نفسیاتی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرے تو یہ جہاد بالقلب ہے اگر راہ میں جاں کی بازی لگادی جائے تو یہ جہاد بالنفس ہے۔

اسلام کی تعلیمات کے بنیادی ماخذ قرآن مجید میں جہاد کے بارے میں پہلے پہل جو حکم نازل ہوا اس کے الفاظ پر غور فرمائیے اور دیکھئے کہ کن لوگوں سے کن حالات میں اللہ تعالٰی نے جنگ کرنے کی اجازت دی ہے ارشاد ربانی ہے۔

www.pakeducationzone.com

ترجمہ:۔ جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے۔انہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی پوری قدرت رکھتا ہے۔ان کی مدد پر وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے گئے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار کہتے تھے۔

اسلام نے سختی کے ساتھ حکم دیا ہے کہ جو کوئی تمہارے انسانی حقوق چھیننے کی کوشش کرے تم پر ظلم و ستم ڈھائے۔تمہاری جائز ملکیتوں سے تم کو بے دخل کرے تم اس سے ایمان وضمیر کی آزادی سلب کرے۔تمہارے اجتماعی نظام کو درہم برہم کرنا چاہیے۔اور محض اس وجہ سے درپے آزاد ہو کہ تم مسلمان ہو تو اس کے مقابلے میں ہرگز کمزوری نہ دکھاؤ اور اپنی پوری طاقت اسی کے ظلم کو روکنے میں صرف کردہ۔

جہاد اگر چہ فرض کفایہ ہے مگر جب اعلان عام ہو جائے کہ دشمن نے ایک اسلامی مملکت پر حملہ کیا ہے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔اور ہر مسلمان پر جو جہاد کی قدرت رکھتا ہو فرداً فرداً اس پر فرضیت جہاد ہو جاتی ہے۔

ترجمہ:۔ اے پیغمبر! مومن کو جنگ پر اکسایئے مومن اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کافر شیطان کی راہ میں قتال کرتے ہیں۔اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور ان کے صحابہ کرامؓ کو اپنی جان و مال،عزت و ناموس اور دین کی حفاظت کی غرض سے جہاد کی اجازت دے دی۔

ایک حدیث میں ہے۔

جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو اپنے گھروں سے نکل پڑو۔

سوال نمبر 5۔ فتح مکہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔بیان کریں؟

بنو بکر اور بنو خزاعہ کی باہمی لڑائی کے بعد قریش نے معاہدہ حدیبیہ توڑنے کی شرط منظور کر لی قبائل کو حالات سے مطلع کر دیا گیا جو اس وقت مسلمانوں کے حلیف بن کر مدنی دولت مشترکہ میں شامل ہو چکے تھے چنانچہ نبی اکرمؐ دس ہزار کا لشکر عظیم لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔مکہ سے کچھ دور اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا۔سپہ سالار اسلامی فوج نے جنگی حکمت عملی کے پیش نظر فوج کو حکم دیا کہ فوج منتشر ہو کر پڑاؤ ڈالے اور تمام راستے الگ الگ آگ جلائیں۔

رات کے وقت جب اہل مکہ نے اسقدر وسیع علاقے میں آگ کی روشنی دیکھی تو وہ سراسیمہ ہو گئے اہل مکہ کی طرف سے ابو سفیان تحقیق احوال کے لیے آیا تو اسے خیمہ نبوی کے محافظوں نے گرفتار کر لیا جس نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا اس طرح سے لشکر اسلام جنگ کے بغیر فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہو گیا۔

مکہ میں اسلامی لشکر کے داخلے سے پہلے یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا ابو سفیان کے ہاں پناہ لے گا یا اپنے گھر کے دروازے بند کرے گا اسے امن دیا جائے گا۔اس اعلان کے بعد اسلامی لشکر مختلف دستوں کی شکل میں مختلف اطراف سے مکہ میں داخل ہوا تو اہل مکہ کو مزاحمت کی جرات نہ ہوئی البتہ عکرمہ اور معاون نے چند نوجوانوں کے ساتھ حضرت خالد بن ولید کے دستے کو روکنا چاہا

www.pakeducationzone.com

اور دو مسلمانوں کو شہد کر دیا۔اس پر خالد بن ولید نے مقابلے کا حکم دیا تو کفار مقتول چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس وقت آپ ؐ کی زبان مبارکہ پر قرآن کی یہ آیت تھی

ترجمہ:۔حق آ گیا اور باطل مٹ گیا باطل اسی لیے ہے کہ وہ مٹا دیا جائے۔

خطبے کے بعد آپ ؐ نے مجمع کی طرف دیکھا سامنے وہ لوگ تھے جن کے دامن پر عداوت اسلام کے سینکڑوں دھبے تھے۔حضور ؐ کا ایک ارشارہ ان کی گردن اڑانے کے لیے کافی تھا۔لیکن رحمت عالم کے سیل کرم کی ایک ہی کوج ان کی سیاہ کاریوں کو بہا کر لے گئی آپ ؐ نے فرمایا آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔

دوسرا دور اعلان نبوت سے لے کر ظلم وستم اور فتنہ کے آغار تک تقریباً ۲ سال جس سے پہلے ممانعت شروع ہوئی پھر اس نے مزاحمت کی شکل اختیار کی بالا آخر ان مسلمانوں پر زیادتیاں شروع ہو گئیں جو نسبتاً زیادہ غریب کمزور اور بے یار مددگار تھے۔

تیسرا دور آغاز فتنہ ۵ بنوی سے لے کے ابو طالب اور حضرت خدیجہ کی وفات ۱۰ بنوی تک تقریباً پانچ چھ سال اس میں ممانعت انتہائی شدت اختیار کرتی چلی گئی بہت سے مسلمان کفار مکہ کے ظلم وستم سے تنگ آ کر حبش کی طرف ہجرت کر گئے نبی ؐ اور آپ کے خاندانوں اور باقی ماندہ مسلمانوں کا معاشی و معاشری مقاطعہ کیا گیا آپ ؐ اپنے حامیوں اور ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب میں مصور کر دیئے گئے۔

چوتھا دور ۱۰ نبوی سے لے کے ۱۳ بنوی تک تقریباً ۳ سال یہ نبی ؐ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے انتہائی سختی و مصیبت کا زمانہ تھا مکہ میں آپ ؐ کے لیے زندگی دوبھر کر دی گئی تھی۔طائف گئے تو وہاں بھی پناہ نہ ملی حج کے موقع پر عرب کے ایک ایک قبیلہ سے آپ ؐ اپیل کرتے رہے کہ وہ آپ ؐ کی دعوت کو قبول کرے۔

ہجرت کے بعد اسلام اور کفر کی کشمکش بھی ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی ہجرت سے پہلے اسلام کی دعوت خود کفر کے گھر میں دی جا رہی تھی اور متفرق قبائل سے جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے۔

مدنی زندگی میں ان قوانین و احکام کی تعلیم دی گئی جو آگے چل کر مسلم معاشرے میں نافذ ہونے والے تھے ۲۳ سال کی قلیل مدت میں آپ ؐ نے اپنی تعلیم وتبلیغ سے اس قوم کے مختلف عناصر کو اس طرح جوڑ دیا کہ یہ قوم ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئی۔صرف استعارے کی زبان میں نہیں بلکہ واقعیہ پر قوم شربانی کے مقام سے اٹھ کر جہاں بانی کے مقام پر پہنچ گئی جس نے ساری دنیا کو سیاست و جہاں بانی کی صحیح روشنی دیکھائی آپ ؐ کی تعلیم وتربیت نے دنیا کی قوموں میں ایک قوم کا اضافہ نہیں کیا بلکہ اس کے نتیجے میں ایک بہترین امت ظہور میں آئی جس کی تعریف خالق حقیق نے یوں کی۔

ترجمہ:تم انسانی معاشرے میں بہترین امت ہو لوگوں کی بھلائی کے لیے نکالی گئی ہو اچھائی کا حکم دیتی ہے اور غلط بات سے روکتی ہے۔

سوال نمبر 6۔ فضائل اخلاق کونسے ہیں؟نیز معاشرے پر ان کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟قلمبند کریں؟

<u>فضائل اخلاق</u>:۔ قرآن مجید علم و اخلاق کی ایک حکیمانہ کتاب ہے۔اسلام نے اخلاق فلسفہ اخلاق اور اخلاق اور شخص وقومی اخلاق پر منصل بحث کی ہے اور تعلیم اخلاق کو حضور ؐ کی بعثت کے معاصک میں سے ایک اہم متصد قرار دیا تھا۔چنانچہ آپ ؐ کی اخلاقیات میں بھی تکمیل

www.pakeducationzone.com

حیثیت رکھتا ہے۔قرآن مجید کی شہادت ان الفاظ میں دیتا ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک آپ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر فائز ہیں۔

فضائل اخلاق حدیث کی روشنی میں:۔لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آیا کرو قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری نہیں ہوگی۔

اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو تم میں سب سے بہتر اخلاق کا حامل ہوگا۔آدمی اپنے اچھے اخلاق کی بدولت بسا اوقات وہ درجہ پالیتا ہے جو دن میں روزہ رکھنے اور رات بھر نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

اخلاق اقدار:۔ اخلاق خلق کی جمع ہے اس کے لغوی معنی ہیں عبادت، اصطلاح میں اس عبادت کو کہتے ہیں۔جس میں پختگی پیدا ہو جائے وہ اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی امام غزالی احیاالعلوم میں اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

خلق نفس کی اس اہمیت راسخہ کا نام ہے جس سے تمام افعال صادر ہوں۔انسان حقوق وفرائض کے ایک دائرہ میں محصور ومقید ہے کسی بھی فرد کو دوسرے فرد یا معاشرے کے ساتھ تعلقات درست بنیادیوں پر استوار کرنے کے لیئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ قانون اور اخلاق ان دونوں میں زیادہ اہم چیز اخلاق ہے یہی ہے کہ مغربی معاشرے میں جہاں اخلاق سے زیادہ قانون کا سہارا لیا جاتا ہے وہاں اگر کسی وقت قانون کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے تو معاشرے افراتفری کا شکا ہو جاتا ہے۔

اسلام میں اخلاق کی اہمیت:۔دنیا کے تمام مذاہب نے اپنی بنیاد اخلاق پر رکھی ہے لیکن اسلام نے اخلاقیات پر جتنا زور دیا ہے دوسرے کسی مذاہب میں نہیں دیا گیا۔حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک جتنے بھی انبیاء اس دینا میں تشریف لائے ہیں انھوں نے ہمشہ اچھے اخلاق کی تعلیم دی اور برے اخلاق سے اپنی امت کو بچانے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کی عقائد وعبادت کے بعد تعلیمات اسلامی میں اخلاقیات کا درجہ آتا ہے بلکہ اخلاق کو بعض لحاظ سے عبادات سے بڑھا دیا ہے۔چناچہ اللہ تعالی نے حقوق العباد میں کوتاہی کی معافی اپنے ہاتھ میں لینے کے بجائے اس بندے کے ہاتھ میں رکھی ہے جس کی حق تلفی کی گئی ہے۔

سوال نمبر 7۔ شرف انسانیت پر جامع نوٹ تحریر کریں؟

شرف انسانیت:۔شرف انسانیت سے مراد عزت، برتری اور فضیلت ہے۔اس کا مطلب انسان کی عزت اور بڑائی ہے اسکا مفہوم بھی ہے کہ انسان شرف المخلوقت ہے یعنی اس کو دوسری مخلوقات پر برتیری حاصل ہے۔اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان صرف اس لیے بھی قابل عزت ہے کہ وہ انسان ہے عزت کے لیے انسان کا رنگ، خاندان اور نسل معیار نہیں اسکا انسان ہونا کافی ہے یہ اصول اسلام ہی نے دیا ہے آیئے اب اس کو تفصیل سے پڑھتے ہیں۔

انسان جب سے دنیا میں آیا ہے یہ سوچتا رہا ہے کہ جس دنیا میں وہ زندگی گزار رہا ہے۔اسے کسی نے پیدا اور کیوں پیدا کیا؟ انسان کا اس کائنات میں کیا مقام ہے وہ کسی مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ آپ انسانی تاریخ کا مطالعہ کریں تو بہت سے فلسفیوں اور مذہبوں نے اسن سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔لیکن اکثر جوابات مایوسی پر مبنی ہیں۔زیادہ تر یہ ہی کہا گیا ہے کہ انسان فطری طور پر ہی برا ہے اور

www.pakeducationzone.com

اس دنیا کی زندگی اس کے لیے سزا اور قید کی حیثیت رکھتی ہے۔ یوں تو اکثر مذاہب میں انسان کو فطری طور پر برا کہا گیا ہے۔ لیکن بعض مذاہب نے یہ تعلیم بھی دی کہ حضرت آدمؑ نے اللہ کی نافرمانی کی چنانچہ سزا کے طور پر انہیں اور ان کی بیوی کو زمین پر اتارا گیا ہے۔ اس نافرمانی کی سزا آدم کی ساری اولاد کو ملتی رہے گی۔ ہر انسان پیدائشی طور پر گناہ گار ہے اور اس کی فطرت میں برائی غالب ہے۔

اسلام نے اس قسم کے تمام تصورات کی تردید کی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ وہ زمین پر اللہ کا نائب ہے۔ وہ اپنی پیدائش اور فطرت کے اعتبار سے ہی عزت و شرف کا مالک ہے اور یہ شرف ہر انسان کو حاصل ہے رنگ، نسل، علاقہ خاندان غرض کوئی چیز ایسی نہیں جس کی وجہ سے ایک انسان کو ایک مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے کوئی چیز ایسی نہیں جس کی وجہ سے ایک انسان کو دوسرے انسان پر برتری حاصل ہو۔ اگر برتری کا کوئی معیار ہو سکتا ہے۔ کہ تو وہ مقصد کے حاصل کرنے کے سلسلے میں ذمہ داری کا احساس یا تقویٰ ہے۔

قرآن کریم میں شرف انسان کا اصول تین پہلوؤں سے واضع کیا گیا ہے۔

ا۔ کئی آیات میں انسان کے شرف اور تکریم کے اصول کا ذکر کیا گیا ہے۔

ب۔ کئی اور آیات میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب مقرر کیا گیا ہے۔

ج۔ آدم کے زمین پر اتارے جانے کے واقع میں انسان کی فطری برائی کی بجائے اس کی فطری اچھائی کے پہلو کو سامنے لایا گیا۔

شرف انسانیت کا قرآنی اصول:۔ قرآن کریم کی مندرجہ آیات میں ان اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ا۔ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت و بڑائی بخشی۔ ان کو خشکی اور تری میں سواری دی اور پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی اپنی مخلوقات میں سے اکثر پر اسے فضیلت دی۔

۲۔ ہم نے انسان کو سب سے بہتر تناسب سے پیدا کیا ہے اور پھر اسے انتہائی پستی میں پھینک کر دیا۔ البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور آپ ان آیات نیک عمل کرتے رہے۔ (وہ پستیوں سے بچ گئے اور) ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔

ان آیات سے پتا چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی مخلوقات پر فضیلت دی۔ اسے عزت و شرف عطا کیا۔ اس میں کمزوری ضروری ہے اور وہ اس کمزوری کی وجہ سے انتہائی پستیوں تک اتر سکتا ہے۔ لیکن یہ برائی فطری نہیں اختیاری ہے۔ فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین فطرت پر پیدا کیا ہے۔

<u>نزول آدم</u>:۔ آدم کا زمین پر اتارے جانے کا مقصد تقریباً تمام مذاہب نے بیان کیا ہے۔ بعض مذاہب نے اس قصے کی بنیاد پر انسان کے ازلی اور فطری طور پر برا ہونے کا تصور پیش کیا ہے۔ اور اسے عقیدے کی حیثیت دی۔ قرآن کریم نے اس قصے کو مختلف انداز سے پیش کیا ہے اور دکھلایا کہ انسان فطری طور پر اچھا ہے یا برا۔ اس لیے نافرمانی پر اسے پچھتاوا بھی ہوا اور وہ اپنی اصل فطرت یعنی اچھائی کی طرف لوٹ آیا۔

www.pakeducationzone.com

سوال نمبر 8۔ ہمیں کن تعلیمی مسائل کا سامنا ہے؟ اصلاح کے لیے تجاویز پیش کریں؟

جو مسائل ہماری قومی زندگی پر سب سے زیادہ اثر ڈالتے ہوتے ہیں۔ان میں ایک اہم مسئلہ تعلیم سے متعلق بھی ہے۔ ہمارے ملک میں تعلیمی مسائل کی پیچیدگیاں کئی قسم کی ہیں ۔جو مندرجہ ذیل ہیں۔

پست شرح خواندگی:۔حکومت پاکستان اپنی تاسیس کے وقت سے ہی تعلیمی شرح کو بہتر بنانے کی بھرپور سعی کر رہی ہے۔ ہر سال ہمارے بجٹ کا متعدد حصہ تعلیمی اخراجات کے لیے وقت ہوتا ہے۔حکومت کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر آبادی کے لیے سکول اور ہر عقل پیڈ کو اٹر کالج کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں اور حکومت اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی رہی لیکن بیزی سے بڑھتی ہوئی شرح آبادی کی وجہ سے خواندگی کے تناسب میں کوئی نمایاں فرق نہیں ہوا۔

قوموں کی برادری ہے یہ امر ہمارے لیے انتہائی پریشانی کا باعث ہے کہ ہمارے ہاں شرح خواندگی انتہائی پست ہے آبادی کی بھاری اکثریت پڑھنے لکھنے سے عاری ہے اگر چہ حکومت نے ہر دور میں شرح خواندگی انتہائی پست ہے لیکن اس سارے عمل میں ایک کڑی مفقود ہے جس کے بغیر بہتر نتائج کی توقع رکھنا بے سود ہے اور وہ ہے ناخواندہ لوگوں میں حصول علم کا شوق پیدا کرنا یہ اس وقت ممکن نہیں جب تک لوگوں کو یہ یقین نہ ہو کہ تعلیم ان کی معاشی اور معاشرتی زندگی میں ٹھوس اور مثبت انقلاب لا سکتی ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ بالخصوص ریڈیو کے ذریعے سے تعلیم کی افادیت مؤثر انداز سے ذہن نشین کرائی جائے۔

قرآن حکیم نے آدمؑ کے خلافت رانی کے استحقاق کا سبب یہی بتایا کہ وہ علم میں فرشتون پر فوقیت سے رکھتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا۔جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔اللہ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔اللہ نے حضرت آدمؑ کو سب چیزوں کا نام سکھا دیے پھر انہیں فرشتوں پر پیش کیا پھر کہا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔انہوں نے کہا تو پاک ہے ہم تو وہی چیزیں جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھائیں بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔اللہ نے کہا اے آدمؑ ان کو ان چیزوں کے نام بتا دیے جب حضرت آدمؑ نے ان کے غم بتا دیے تو اللہ نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے مخفی امور جانتا ہوں اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرے ہو اور چھپاتے ہو۔

متوازی تعلیمی نظام:۔ہمارے ملک میں ایک مدت سے دو متوازی نظام رائج ہیں۔ایک دینی مدارس کا نظام اور دوسرا مروجہ تعلیم یہ تعلیمی نظام بھی دو عملی کا شکار ہے اس میں ایک طرف عوام کے بچوں کے لیے عام تعلیمی ادارے ہیں جن میں ٹاٹ اور ڈیسک سے لے کر تربیت یافتہ اساتذہ تک ہر چیز کی کمی ہے۔اور دوسری طرف انگلش میڈیم سکول ہیں۔جن کے بھاری اخراجات صرف امیر خاندان ہی برداشت کر سکتے ہیں۔چنانچہ امریکہ کے بچے ان سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے شروع ہی سے انگریزی بولنے اور لکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔اور سرکاری زبان انگریزی ہونے کی وجہ سے آتے چل کر کلیدی اسامیوں پر ہی قبضہ فائز ہو جاتا ہے۔ان تین متوازی نظام پانے تعلیم کی وجہ سے ہمارا

www.pakeducationzone.com

تعلیم یافتہ طبقہ تین مختلف طبقات میں تقسیم ہو گیا ہے۔

ہمہ گیر اصلاح کی ضرورت:۔اوپر کی بحث سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔کہ مذکورہ بالا تعلیمی نظام ایک نظریاتی ریاست کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے ایک نظام صرف حکومت چلانے کی صلاحیت پیدا کرنے سے اغماض برت رہا ہے۔اور دوسرا صرف معاشی ضروریات کسی حد تک پوری کر سکتا ہے۔اور اصلاح احوال کی صلاحیت سے بہرہ ورنہیں ہے۔اس لیے یہ امر بدیہی ہے۔کہ ان میں سے کسی ایک نظام کو کلیتًا اپنا لینا نہ ہمارے ملی تقاضوں کے لیے مفید ہے اور نہ قوم کی روشن مستقبل کی ضمانت۔اگر حالات کی سنگینی کا صحیح طور پر اندازہ کیا جائے۔ تو آج قوم بے اطمینانی اور بے یقینی کی جس ہیجانی کیفیت سے گزر رہی ہے۔

اصلاح کے لیے عملی تجاویز:۔نصاب تعلیم سے قدیم اور جدید اور دینی و دنیاوی کی خود ساختہ تقسیم ختم کر کے ثانوی تعلیم کی سطح تک نصاب میں یکسانیت پیدا کی جائے اور دونوں نظام ہائے تعلیم کا تفصیلی جائزہ لے کر ایک ایسا متوازن نصاب مرتب کیا جائے۔جو ایک آزاد نظریاتی اور ترقی پسند مسلمان قوم کے ملی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔

۲۔ تمام دینی مکاتب مدارس دار العلوم اور جامعات کی مدارج تعلیم معیار تعلیم اور نصاب کے اعتبار سے درجہ بندی کر کے ان کی ابتدائی ثانوی کلیاتی اور جامعی درجات میں تقسیم کر دیا جائے۔اور ان کی پرائمری سکول مڈل ہائی سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ درجاتی

ہم آہنگی پیدا کی جائے۔

۳۔ انٹر کے درجہ میں جس طرح علم وادبی میڈیکل، پری انجینئرنگ اور کامرس وغیرہ کے الگ الگ گروپ میں اسی طرح اسلامک سٹڈیز گروپ قائم کیا جائے۔جس کے لیے خصوصی نصاب تیار کیا جائے۔جس طرح دیگر گروپوں کے طلبا اپنے شعبے کے مضامین میں کامیابی کے بعد ترقی یافتہ پیشہ وارانہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے اہل ہوتے ہیں۔

۴۔ اسلامی یونیورسٹی میں انٹر کے بعد چھ سال کا کورس رکھا جائے جس میں تفسیر حدیث فقہ تاریخ اسلام تقابل ادیان عربی زبان وادت معانی و بیان اسلام کے اقتصادی معاشرتی سیاسی اور اخلاقی نظام اور منطق فلسفہ اور سائنسی علوم کی تعلیم دی جائے۔

۵۔ سائنس تعلیم کے لیے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی تحقیقات سے اسی طرح فائدہ اٹھایا جائے جیسے مسلمانوں نے پہلا جے کے سائنسی ادارے قائم کیے جن کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کا تقریباً ایک ہزار سال تک شہرہ رہا اور آج کی ماڈرن سائنس کی بنیاد اپنی تحقیقات پر ہے

اگر ان تجاویز پر خلوص دل سے عمل کیا جائے۔تو **ملک** میں دو متوازی تعلیمی نظامیں کا خاتمہ ہو جائے گا۔جو انتہائی ضروری ہے اور اس کی جگہ ایک ایسا نظام تعلیم آئے گا جو ایک طرف اسلامی سکالرز پیدا کرے گا۔اور دوسرے طرف ہمارے انتظامی، فنی اور دیگر تمام شعبوں کی ضروریات کے لیے قابل اہل اور دیانتدار افراد پیدا کر سکے گا۔اس طرح ہم ایک ایسی نسل تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔جو نہ صرف اپنے **ملک**، عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کی امت کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو گی۔

www.pakeducationzone.com

خزاں 2006ء

نوٹ: پانچ سوال حل کریں۔پہلا سوال لازمی ہے۔

سوال نمبر 1۔ درج ذیل آیات مبارک کا ترجمہ وتشریح کریں۔

(الف)۔ والزین ازاانفقولم یسرفو و لم یقترو او کان بین زیلك قواما ہ

ترجمہ:۔ اور جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ تنگی کرنے اور اس کے درمیان معتدل راہ اختیار کرتے ہیں۔

تشریح:۔ اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے اوصاف گنائے ہیں۔جن کی عقلی صلاحیتیں زندہ ہیں۔اور وہ اس کی نشانیوں اور اسکی نازل کی ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو آگے بڑھ کر قرآن پر ایمان لانے والے بنیں اس طرح ان لوگوں کا ظاہر و باطن بھی بالکل بے نقاب ہو کر رہ گیا جو قرآن اور پیغمبر کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کرر ہے تھے۔

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں کو عطا کرتے ہیں تو وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ تو بے جا خرچ کرتے ہیں اور تنگی بھی نہیں کرتے ہیں اللہ کی آیتوں پر عمل کرتے ہیں۔

(ب)۔ یایلھاالزین آمنو آ ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبو اقوما بجھة تتصبحو اعلی مافعلتم ندمین ہ

ترجمہ:۔ اے ایمان والوں اگر تمہارے پاس کوئی بدکار خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کرلیا کرو(مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے انصاف پہنچا دو پھر تم کو اپنے کیئے پر نادم ہونا پڑے۔

تشریح:۔ اس آیت میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی بدکردار آدمی آئے تو اسکے بارے میں چھان بین کرلیا کرو۔اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں تصادم ہو جائے تو ان میں صلح کرا دیا کرو اگر کوئی گروہ زیادتی کرے تو اسکے خلاف طاقت استعمال کریں۔جیس سے وہ راہ راست پر آجائیں۔ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں پچھتاوے تمہارے لیے رہ جائیں۔

تم پریشان ہو جاؤ اور تمہیں اپنے کیے پر شرمندہ نہ ہونا پڑے کوئی بھی شخص کوئی کسی کے خلاف کوئی خبر لے کر آئے اور اسکے بارے میں غلط بیانی سے آپکو اسکے خلاف کردے اور آپ اس کو کوئی نقصان پہنچا دو اس سے پہلے اچھا ہے کہ تم اس کے بارے میں اچھی طرح معلوم کرلو تحقیق کرلو ایسا نہ لو کہ تم نادانی میں کسی کو نقصان پہنچا دو۔

(ج)۔ من حسن اسلام المرترکه ما لا یعنیه ہ

ترجمہ:۔ ایک آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جس سے اسکا کچھ تعلق نہ ہو۔

تشریح:۔ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اچھا مسلمان ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے بے غرض رہے اور اس سے کوئی تعلق نہ رکھے۔جو بے مقصد ہے اور جس سے اسکا کوئی دینوی مفاد وابستہ ہے اور نہ اس سے آخروی فلاح و بہبود حاصل ہونے کی توقع ہے ایک مسلم میں یہ خوبی ہونی چاہیے کہ وہ بے کار اور بے فائدہ چیزوں سے کوئی واسطہ نہ رکھے مطلب کی چیزوں سے تعلق رکھے اور غیر متعلق امور

www.pakeducationzone.com

سے کنارہ کشی کا شیوہ اختیار کرے۔ یہ حدیث اپنے دامن میں بے حد وسعت اور جامعیت رکھتی ہے اس میں بے کار اقوال و افعال، لغو قسم کی گفتگو، بے کار کھیلیں مثلاً تاس، شطرنج وغیرہ اور تمام ایسی مصروفیات آجاتی ہیں جس سے دینی یا دنیوی کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ انسان زندگی بڑی قیمتی چیز ہے وہ اس قدر ارزاں نہ کرلے کہ اسے بے کار مشاغل کی نذر کر دیا جائے۔ انسان کو کوئی لمحہ بے کار کاموں میں صرف نہیں ہونا چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اوقات عزیز کو تھیٹر، رقص و سرور کی محفلیں وغیرہ کی نذر نہ کریں۔ یہ باتیں نبی اکرم کی تعلیمات کے منافی ہے۔

(د)۔ لا ضرر ولا ضرار ہ

ترجمہ:۔ کسی کو دینا (اسلام میں روا نہیں) اور نہ انتقام کے طور پر پہنچانے کی اجازت ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث میں معاشرتی زندگی کا یہ اصول سکھایا کہ اپنے ذاتی مفاد کے لیے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے اور اگر اس نے ظلم و تعدی سے کام لیا ہوتا اس کا انتقام نہ لیا جائے۔ بلکہ عفو و درگزر سے کام لے کر اس کی خطا معاف کر دی جائے یا کم از کم اتنی ہی زیادتی کی جائے جتنی کہ اس نے کی اور اس سے تجاوز نہ کیا جائے۔ یہ حدیث معاشرتی زندگی کا اصل اصول ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو بہت سے معاشرتی مسائل از خود حل ہو جائے ہیں۔

سوال نمبر 2۔ قرآن مجید کے فضائل اور سورۃ الفرقان کے مضامین کا تعارف کرائیے؟

رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا جو شخص قرآن مجید (کے شغف) نے میرا ذکر کرنے اور دعا مانگنے سے روک دیا ہو۔ میں اس دعا میں مانگنے والوں سے بڑھ کر نعمتوں سے نوازوں گا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی مخلوق پر ہے۔ یہ کتاب ہمارے لیے لائحہ عمل اور ضابطہ ہے یہ کتاب دنیا اور آخرت کی فلاح کی ضامن ہے قیامت کے دن یہ کتاب حافظ قرآن کی شفاعت کریگی ارشاد نبوی ہے۔

ترجمہ:۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جس نے خود قرآن پڑھا اور دوسروں کو اسکی تعلیم دی۔

اس حدیث سے قرآن پاک کی فضیلت اس کے پڑھنے والے کی سعادت اور اسے پڑھانے والے کی عظمت واضح ہو جاتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے گویا آپ کا ارشاد ہے۔

اللہ کی (رسی کو مضبوطی سے پکڑو) کی طرف ہے۔

یہ حکیمانہ نصیحت ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے یہ قرآن وہ چیز ہے کہ تخیل اسے غلط راستے پر نہیں لے جا سکتے۔ اور زبانیں اسمیں کسی قسم کی آمیزش نہیں کر سکتیں بیشک ہم نے اس ذکر یعنی قرآن حکیم کو نازل کیا ہے۔ اور بیشک ہم اس کے محافظ ہیں۔ علما اس کتاب سے سیر نہیں ہو سکتے اور اسے جتنا پڑھو یہ پرانا نہیں ہوتا بلکہ تازگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوں گے۔

حضرت عبیدہ ملیکی روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ نے فرمایا اے قرآن خوانی کرنے والوں قرآن کو تکیہ مت بناؤ۔ بلکہ اس کی تلاوت کیا کرو جس طرح اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے اور اسے علانیہ اور خوش الحانی کے ساتھ پڑھو اور اس میں جو مضامین ہیں اس پر فوراً غور کرو

www.pakeducationzone.com

کیونکہ اس طرح امید کی جاسکتی ہے کہ ہمیں کامیابی نصیب ہو اس کا ثواب حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ آخرت میں اس کا ثواب لازمی ہے۔

قرآن حکیم رشدو ہدایت کا سرچشمہ ہے جو لوگ اسے مزاق سمجھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں انہیں دینا کی کوئی طاقت گمراہ نہیں کر سکے گی۔اور وہ ہمیشہ آخرت میں کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوں گے۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ: کسی مومن مرد یا عورت کو اجازت نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو وہ اس معاملے میں اپنا اختیار استعمال کریں اور جو بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرتا ہے وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم احتلامی شریعت کا ماخذ اور اصل اصولی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بنیادی عقائد کی نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے زندگی کے تمام شعبوں میں ہمیں اس سے راہنمائی ملتی ہے۔اور یہ ہمیں صراط مستقیم بناتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ بے شک یہ قرآن راہ ہدایت کرتا ہے۔جو بہت ہی سیدھی ہے

مختصراً کہ قرآن کا پڑھنا باعث ثواب اس کا سمجھنا باعث ہدایت اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔

مختصر تعارف سورۃ الفرقان:

مقاصد:۔کفار مکہ نے نبیؐ کی رسالت اور قرآن وحی ہونے کے خلاف جتنے اعتراضات و شہادت اٹھائے اس صورت میں ان کی نقل کر کے ان کے جواب دیے گئے ہیں ساتھ ساتھ حق سے منہ موڑنے کے برے نتائج بھی صاف صاف بتائے گئے ہیں۔نبی اکرمؐ اور قرآن کا اصل مرتبہ و مقام بھی واضع فرمایا گیا ہے۔اس کے ضمن میں قرآن پر ایمان لائے والے کو ایمان کے مرحلے سے گزرنے کے بعد دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی اور کامرانی کی بشارت دی گئی ہے جو لوگ اس کو جھٹلانے پر اڑے رہیں گے۔

اس سورۃ کی آخری آیات یعنی ۶۳ تا ۷۷ جو کہ ہمارے کورس میں شامل کی گئی ہیں۔ان میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اوصاف گنائے ہیں جن کی عقلی صلاحتیں زندہ ہیں اور وہ اس کی نشانیوں اور اس کی نازل ہوئی کتاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جو آگے پڑھ کر قرآن پر ایمان لانے والے بنے اس طرح ان لوگوں کو ظاہر و باطن بھی بالکل بے نقاب ہو کر رہ گیا۔جو قرآن اور پیغمبر کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی چند اہم صفات اور نشانیاں ذکر فرمائی ہیں ان میں اس پر عاجزی اور انکساری سے چلنا ،جاہل لوگوں سے واسطہ پڑے تو بحث و تکرار کے بجائے سلام کہہ کر گزر جانا راتوں کی اللہ کے حضور قیام و سجود اور دعائیں کرنا بخل اور فضول خرچی سے بچنا شرک قتل اور زنا جیسے بڑے بڑے گناہوں سے دور رہنا شامل ہیں۔

سوال نمبر 3۔سنت کی اہمیت بیان کریں؟

سنت کی اہمیت:۔ لغت میں سنت اس راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جائے خواہ وہ راستہ اچھا ہو یا برا۔لیکن شرعی اصطلاح میں سنت سے مراد حضورؐ کے افعال و اقوال ہیں یا ایسے کام جو سرور کائنات کے کیے گئے ہیں۔اور آپؐ نے اس سے منع نہ فرمایا ہو۔سنت کا اطلاق ایسے امور پر

www.pakeducationzone.com

بھی ہوتا ہے۔جو خلفائے راشدینؓ نے کیے ہوں یا ان کے کرنے کا حکم دیا ہو حضورؐ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ تم پر میرے طریق کار اور میرے اور خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا لازم ہے۔

حضورؐ کے قول و فعل کا نام سنت یا حدیث ہے لہٰذا احدیث کو وہی حیثیت حاصل ہے جو رسول اکرمؐ کی اطاعت کو اسلامی عقائد میں ایمان اللہ کے بعد ایمان بالرسولؐ کا درجہ ہے ایک اعتبار سے رسالت کا مقام اہم ہو جاتا ہے۔کہ لوگوں کو رسولوں کے ذریعے خدا کا تعارف کرایا جائے۔اگر انبیاء نہ ہوتے تو ہم خدا کو پہچاننے میں غلط فہمی کا شکا ہوتے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ:۔جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اللہ تعالی نے آپؐ کے افعال کو ہمارے لیے اسوہ حسنہ اور آپؐ کی سیرت مقدسہ کو ہمارے لیے مشعل راہ قرار دیا۔

قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے لیے رسول کریمؐ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

قرآن کریم نے واضح الفاظ میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کی سیرت و حیات کی روشنی میں امت اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔اور ان کی ہدایت پر عمل کر کے اپنے دامن کو فلاح و بہبود نجات سے مالا مال کر سکے چنانچہ فرمایا۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے کوئی رسولؐ نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

اسلامی نقطہ نظر سے حکم صادر کرنے اور قانون بنانے کا حق صرف اللہ تعالی کو ہے۔

جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ ان الحکمہ الا اللہ :

ترجمہ:۔حکم صرف خدا کا ہے۔

اس آیت کی روح سے حکم صادر کرنے کا حق ذات خداوندی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں۔انبیاء کی اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں۔اور اس پر عمل کر کے دکھاتے ہیں۔

حضورؐ کی پیروی کا مطلب یہ ہی ہے کہ آپؐ کہ اقوال و اعمال اور سیرت و کردار کو اپنے لیے نمونہ عمل بنایا جائے۔ایسی کا نام سنت ہے۔

سوال نمبر 4۔توحید کے مفہوم۔عقیدہ توحید کے تقاضے اور اس کی برکات بیان کریں؟

<u>توحید کے مفہوم</u>۔ قرآن کریم میں یہ بات متعدد بار مختلف طریقوں سے اور مختلف سورتوں میں بیان ہوئی ہے۔کہ تمام انبیا اور رسولوں کی تعلیم میں توحید ہی سرفہرست تھی۔کسی بھی بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کا پیغمبرانہ طریقہ یہ ہی ہے کہ سب سے پہلے عقیدہ توحید درست اور مضبوط کیا جائے۔خود ہمارے نبیؐ نے اپنی دعوت کا آغاز اسی سے فرمایا۔

<u>توحید کے لفظی اور اصطلاحی معنی</u>:۔ لفظ توحید کے لفظی معنی ہیں ایک بنانا اور ایک جا کر دینا اس کی اصل وحدت ہے اور اسی سے نکلے ہوئے ایک اور لفظ اتحاد سے آپ بخوبی واقف ہیں۔اصطلاح کے طور پر لفظ"توحید"اب لا الہ الا اللہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز الہٰ نہ ماننا۔

www.pakeducationzone.com

البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ' توحید' تو استعمال نہیں ہوا البتہ اللہ تعالیٰ کے لیے واحد اور احد کے نام آنے کی بنا پر اس موضوع پر قرآن کریم کی بکثرت تفصیلات اور بتکرار ایک عنوان کے یہ اصطلاح اختیار کی گئی ہے۔ اس لے لیے عربی میں ایک اور لفظ' واحدنیة'' بھی مستعمل ہے۔ مگر زیادہ مشہور اصطلاح توحید ہی ہے۔

عقیدہ توحید کے تقاضے:۔ الہٰ بنا دینے اور بن بیٹھنے کی مندرجہ بالا تمام صورتوں کو ذہن میں رکھ کر ایک بار لا الہٰ الا اللہ پڑھے تو اس کے معانی غور کرنے سے عقیدہ توحید کے تقاضے کچھ یوں سامنے آتے ہیں۔

۱۔ اللہ پر اسکی ساری صفات کے ساتھ ایمان لانا، اللہ کی کسی بھی صفت میں کسی دوسرے کو اسکا شریک نہ ماننا۔

۲۔ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو صحت و مرض زندگی و معت اور عزت اور ذلت کے معاملہ، بلکہ کسی بھی معاملے میں نفع اور نقصان کا مالک اور حاجت روا نہ سمجھنا اور ہمیشہ دست دعا۔ صرف اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلانا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنی ساری محبت اور عقیدت کا مرکز بنانا۔

۵۔ کسی خود ساختہ ''خدا'' کی خدائی ہرگز تسلیم نہ کرنا۔ ہر فرعون کے آگے موسیٰ کی طرح ڈٹ جانا۔

عقیدہ توحید کی برکات:۔ جن عقیدہ توحید آدمی کے دل و دماغ میں رچ بس جاتا ہے۔ تو اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ

۱۔ آدمی صرف ایک معبود حقیقی ''اللہ'' کے خوف کے سوا ہر قسم کے خوف اور ڈر سے نجات پا لیتا ہے۔ ہر مشرک کے پیچھے ایک خوف پوشیدہ ہوتا ہے۔ جب شرک نہیں رہتا تو آدمی بے خوف اور نڈر ہو جاتا ہے۔ وہ شخص جو اسی بات پر پکا ایمان رکھتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اسے نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان، ہر خوف اور اندشے سے بالاتر ہو جاتا ہے۔

۲۔ آدمی توہمات کی گندگی اور جھوٹے ''خداؤں'' کی گندگی سے بلندتر ہو کر انسانیت کے حقیقی شرف سے بہرہ ور ہو جاتا ہے ایک خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے وہ جگہ جگہ ناک رگڑنے کی ذلت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس میں جذبہ حریت پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ ایک ہی الہٰ (اللہ) کی مخلوق اور بندے ہونے کی حیثیت سے تمام انسان برابری کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عقیدہ توحید سے خود بخود آدمی کے اندر بنی انسان کی وحدت اور مساوات کا تصور ابھرتا ہے۔

۴۔ جہاں ''سب ایک مالک کے بندے'' کا عقیدہ موجود ہو وہاں ہر قسم کے طبقاتی، علاقائی اور نسلی امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ اگر ان امتیازات پر بھی اصرار ہے اور توحید کا اقرار بھی تو پھر یہ اقرار توحید مشکوک ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 5۔ عقیدہ آخرت کا مفہوم اہمیت اور آخرت کی برکات تحریر کریں۔

عقیدہ آخرت کی اہمیت:۔ ایمان بالیوم آخر (آخری دن پر ایمان) یا عقیدہ آخرت اسلام کو تیسرا بنیادی اصول یا عقیدہ ہے اس عقیدے کی اہمیت سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل امور پر غور کریں۔

۱۔ قرآن کریم میں عقیدہ آخرت کا بیان اتنی دفعہ اور اتنی آیات میں بیان ہوا ہے کہ مجموعی طور پر یہ توحید و رسالت کے بیان سے بھی

www.pakeducationzone.com

زیادہ ہے۔

۲۔ قرآن کریم میں ۲۴ مقامات پر ایمان کا ذکر اللہ اور آخرت پر ایمان کہہ کر کہا گیا ہے۔ (حالانکہ ایمان کے اصول میں اللہ کے رسولوں بلکہ اس کے فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانا بھی شامل ہے۔اس سے صرف عقیدہ توحید کے ساتھ عقیدہ آخرت کا تعلق اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۳۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ آخرت کا خیال فطری طور پر ہر شخص کے اندر گاڑ دیا گیا ہے۔جب اسے انسان اسی دنیا میں بسنے لگا ہے یا کم از کم جب سے اس کی تاریخ کسی طرح سے بھی معلوم ہوتی ہے ''خدا'' اور آخرت کا عقیدہ یا ان کا کچھ نہ کچھ تصور ہمیشہ انسانوں میں موجود رہا ہے۔

۴۔ قرآن کریم میں جن انبیاء کے حالات بیان ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔کہ ہر نبی نے توحید رسالت اور آخرت کے عقیدے کو ہمیشہ اپنی دعوت کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے۔

۵۔ اس کے ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھیے کہ عقیدہ آخرت اسلام کا اساس عقیدہ ہے توحید اور رسالت کی طرح اس کے بارے میں بھی کسی شک وشبہ میں مبتلا رہنا اسلام اور ایمان کی یکسر منافی ہے۔اس لیے ان تمام عقائد کو عقلی دلائل سے سمجھ کر وجہ عملی البصیرت اختیار کریں قرآن کریم نے خود یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔

<u>عقیدہ آخرت کی برکات</u>:۔ عقیدہ آخرت کے خوشگوار اثرات اور ذریعہ تعلیم وتربیت کے طور پر اس کے استعمال کے فوائد دو طرح سے ظاہر ہوسکتے ہیں۔

۱۔برائی سے بچنے میں ۲۔نیکی کی طرف چلنے میں

قرآن کریم نے ایک جگہ انسان کی تخلیق اور تولید کے مختلف مراحل کا ذکر کرکے اس سے ''احسن الخالقین'' کی قدرت کاملہ پر استدلال کیا ہے۔اس کے بعد فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ تو پھر یقیناً اس کے بعد ضرور ہی مرنے والے ہو۔پھر یقیناً تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

کون نہیں جانتا کہ موت تو آئے گی ہی۔پھر ان آیتوں میں صورت اور موت کے بعد زندگی کو یکساں یقین انگیز الفاظ بلکہ موت کے یعنی ہونے کو زیادہ تاکید کے ساتھ بیان کرنے میں آخر حکمت کیا ہے؟ہاں یقیناً ہے۔آدمی اگر مرنے کے بعد موت آنے والی زندگی کو بھول بھی جائے اور یہی یاد رکھے کہ مرنا ضرور ہے۔اور کچھ معلوم نہیں موت کسی وقت آجائے تو اتنی سی بات بھی اسے ہزاروں اور برائیوں سے روک سکتی ہے۔

عقیدہ آخرت اس دنیا کی حق تلفی اور اس کی صحیح قدر و قیمت سے انکار کے بغیر صرف آخرت کی ترجیح پر قائم ہے اس کی بنیاد آخرت کی جدوجہد حق وصداقت کے لیے سعی مسلسل اور لازوال زندگی کے حصول کے لیے عارضی اور مالی خواہشات کی قربانیاں اور رضائے الٰہی کی طالب ہے۔اس میں ذرا شک نہیں کہ مسلمان صرف اسی عقیدے کی کمزوری کی وجہ سے کمزور ہوئے ہیں۔

www.pakeducationzone.com

مسلمانوں کوئی نسل جو آج کل ہوا وہوس میں گرفتار نظر آ رہی ہے۔ اس کو اس عقیدے ،عقیدہ آخرت کی تجدید اس کے از سر نو احیا اور مسلمانوں میں اس کی اشاعت کی شدید ضرورت ہے۔ کھسکی ہوئی چول اس وقت تک اپنی صحیح جگہ پر نہیں آئے گی اور مسلمانوں کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا۔ جب تک وہ اس زندگی اور آنے والی زندگی کو قرآن کریم کے نقطہ نظر سے دیکھنا شروع نہ کر دیں گے۔

سوال نمبر 6۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور احکام اور مقاصد تفصیل سے لکھیں؟

زکوٰۃ کی اہمیت:۔ اسلام میں زکوٰۃ کی اہمیت کو سمجھنے کے لیئے مندرجہ ذیل امور سامنے رکھے گئے ہیں۔

قرآن میں آٹھ جگہ زکوٰۃ ادا کرنے اور نماز قائم کرنے کا حکم ساتھ ساتھ ملا کر دیا گیا ہے۔ نماز کی اہمیت بھی اس میں شامل ہے۔

اس کے علاوہ علاوہ انفاق (مال خرچ کرنا) اور صدقے کے الفاظ سے بھی زکوٰۃ کا حکم متعدد جگہ پر آیا ہے۔

نماز کی طرح زکوٰۃ بھی انبیاء نے دین کا ضروری حصہ قرار دیا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے پابند زکوۃ ہونے کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔

پہلی امتوں کے نیک لوگوں اور اس امت کے عنداللہ بلند مرتبہ پانے والوں کی ایک خاص صفت زکوٰۃ ادا کرنا اور اپنے مال میں مستحق کا حق ماننا بیان ہوئی ہے۔

ہمارے نبی کریم نے نماز کی طرح زکوٰۃ کا بھی ایک متعین نظام قائم اور اس نظام کو چلانا حکومت پر فریضہ قرار دیا ہے۔ بڑہ تفصیل کے ساتھ اس کے احکام جاری فرمائے۔ یہی وجہ تھی کہ حضورؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے منکرین زکوٰۃ کو بھی مرتدین کی طرح اسلام سے باغی قرار دے کر ان سے جہاد کیا۔

زکوٰۃ کے مقاصد:۔ زکوۃ کا نظام بنیادی طور پر اس اصول پر قائم ہوا ہے کہ در اصل ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اس نے بندوں کو حق ملکیت انسان کی تکریم اور اس پر اعتماد کے لیے دیا ہے۔ ملکیت کی لغت بھی انسان کے اندر فطری طور پر رکھی گئی ہے۔ اور اس کرہ ارض پر انسان کی ترقی میں اسی فطری کرہ ارض پر انسان کی ترقی میں اس فطری جبلت کا بڑا ہاتھ ہے۔ البتہ اس کے غلط استعمال سے روکنے کے لیے اسلام نے ملکیت کو امانت بلکہ خدا کی امانت قرار دیا ہے۔ اور اسی لیے انفاق کے احکام دے کر بندوں کی تربیت اور آزمائش کا بندوبست یکجا کر دیا ہے۔

اگر نماز براہ راست اللہ کے ساتھ رابطے کی صورت ہے۔ تو زکوٰۃ برائے راست خدا کے بندوں کے ساتھ رابطے کو لازمی قرار دیتی ہے۔ اسلامی حکومت بھی احوال ظاہرہ جسے بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ کی زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔ اموال باطنہ (وہ مال جس کا مالک کو علم ہے دوسرے معلوم ہی نہیں کر سکتے مثلاً زیورات وغیرہ) کی زکوۃ وصول خود مستحقوں تک پہنچانا فرض ہے۔ کوٰۃ اور دوسرے صدقات اسی اصول اور جذبے سے ادا کیے جائیں۔ تو معاشرے میں گداگر کوئی نہ رہے۔ بلکہ نظام زکوٰۃ کا مقصد ہی گداگری کو روکنا ہے۔ جب ہر زکوۃ دینے والا خود اللہ کے ان بندوں سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش میں لگا ہوگا۔ جب سوال کرنے والے مستحقین کو خود تلاش کیا جائے گا۔ تو گداگری اور خصوصاً پیشہ ورانہ گداگری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے زکوٰۃ اور صدقات کو الٹا گداگری کے فروغ کا سبب

www.pakeducationzone.com

بنا دیا ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہوا کہ ہم نے پیشہ ور شخصی اداروں یا انجمنوں یا جماعتوں کو زکوۃ دینے میں سہولت سمجھی اور مستحق کی تلاش ایک کام مشکل نظر آیا پھر غریب، عزت نفس رکھنے والے محتاج سے براہ راست رابطے تو شاید اپنی وجاہت و وقار کے خلاف سمجھا۔ عام لوگ زکوۃ کو ٹیکس کہہ دیتے ہیں یاد رکھیے زکوۃ ٹیکس نہیں عبادت ہے۔ سرکاری ٹیکس تو ایک طرح کا فرمان سمجھ کر یا مجبوری سمجھ کر ادا کیا جاتا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ زکوۃ آدمی کے مال سے کم از کم لینے کے اصول پر فرض ہے زکوۃ کے علاوہ نفلی صدقات اسلامی تعلیمات کا ایک نمایاں باب ہیں۔ سب سے بڑھ کر قرآن کریم نے یہ معیار دیا ہے۔ کہ ضرورت سے زائد محتاجوں پر خرچ کردو۔ اور ضرورت سے زائد کا تعین کون کریگا۔ عقیدہ توحید اور عقیدہ آخرت کے اصل اثرات ظاہر ہونے کا مقام یہی ہے نبیؐ اور خلفائے راشدین اور ان میں سے بھی خصوصاً حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ نے اس کی عملی مثالیں قائم کردیں کہ حکمران ہوتے ہوئے بھی خود اپنی خوراک لباس اور مقام وغیرہ کا معیار زندگی اس سے اونچا نہیں ہونے دیا۔ جو کہ اپنی ریائیت کے افراد کو کم از کم دے سکتے تھے۔

سوال نمبر 7۔ حج کی اہمیت اور اسکے مقاصد و منافع بیان کریں؟

حج کے مقاصد اور منافع:۔ حج کے بہت سے مناسک حضرت ابراھیمؑ انکی بیوی حاجرا اور انکے بیٹے اسماعیل کے بعد اعمال کا اعادہ (دہرانہ) ہے مسلم طواف، سعی، رمی، قربانی وغیرہ قرآن وسنت میں یہ بات واضح طور پر بیان ہوئی ہے کہ آنحضرت نے دین اسلام کو حضرت ابراھیم کی قائم کردہ اصولوں کی بنیادوں پر دوبارہ زندہ کیا۔ حج کا ایک اہم مقصد اسی نسبت ابراھیمی کی تجدید کا عہد کرنا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ آج کی دنیا میں حضرت ابراھیم ہی واحد شخصیت ہیں۔ جنکو تعظیم اور احترام اسی کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کی اکثریت کے دل میں ہے۔ اسی لیے کہ مسلمانوں کے علاوہ مسیح اور یہودی بھی اس میں شامل ہیں۔ اور دنیا کی غالب آبادی ان کی مذاہب کے ماننے والوں پر مشتمل ہے۔ حضرت ابراھیم کی زندگی کا سب سے نمایاں پہلو اللہ کی واحدانیت توحید اور اس سے اخلاص تھا۔ حج اس کی دائمی یادگار اور زندہ دعوت ہے۔ انسان ایک جذباتی مخلوق ہے۔ انسانی فطرے میں سب سے قومی جذبہ محبت ہے۔ انسان کسی کو دل دے کر اپنی ساری شخصیت کو اس کے آگے جھکا رہنے میں ایک فطری مذہب وصول کرتا ہے۔ انسانی محبت عشق کی داستان میں اپنی فطری جذبے کی حیرت انگیز جلوہ گری نظر آتی ہے۔ بڑے صاحب جبروت بادشاہوں میں اپنے کسی محبوب کے قدموں پر اپنا سر رکھنے میں ایک لذت محسوس کی ہے۔ وہ نام نہاد محبت جو انسان کو اغوا اور قتل جیسے جرائم کراتی ہے وہ محبت نہیں جوش اور شیطانی خواہشات ہوتی ہیں۔

دوسری عبادات کی طرح حج بھی منافع اور مقاصد اور اس میں پوشیدہ حکمتوں کو جاننا اور سمجھنا نہایت ضروری ہے حج کی اہمیت کے مختلف پہلو جاننے کے لیے بھی اور اس لیے بھی کہ کسی طرح آج مسلمانوں نے ان مقاصد کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ اور ان حکمتون سے آنکھیں بند کرلی ہیں۔ مثلاً احرام کا لباس کس طرح شاہ گدا کی تمیز مٹا دیتا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع ہو کر اپنے علمی وسیاسی اور معاشرتی مسائل پر بحث کا موقع ملتا ہے۔

حج کی اہمیت:۔ اسلام کی بنیادی عبادات ہونے کے لحاظ سے حج کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے حسب ذیل امور ہیں۔

قرآن مجید میں مسلمانوں پر حج کے فرض ہونے کا ذکر کرنے کے ساتھ ہی استطاعت کے ہوتے ہوئے حج نہ کرنے کو کفر کہا گیا ہے۔

www.pakeducationzone.com

ترجمہ:۔ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے (اس کے) گھر اور جو کفر و انکار کرے تو اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے۔

حج ہی کی عبادت ہے جو ملت ابراھیمی کا خاص شعار ہے اور یہ ہی واحد عبادت ہے جو پچھلے تین چار ہزار سال سے تاریخی تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہے۔قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔کہ سب سے پہلے حضرت ابراھیم کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو حج کعبہ کے لیے بلائیں رسولؐ نے واضح طور پر حج کو بھی دوسری بنیادی عبادات کی طرح ان چیزوں میں شمار کیا۔تین پر اسلام قائم ہے اور جن میں سے کسی ایک کا انکار یا ترک ایوان اسلام کو گرادینے کی کوشش سمجھا جائے گا۔

سوال نمبر 8۔ تقویٰ اور جہاد پر نوٹ لکھیں ؟

جہاد:۔ اسلام الہامی مذاہب کے سلسلے کی تکمیل کی کڑی ہے۔اور تمام عالم انسانی کے لیے ربانی پیغام اور ضابطہ حیات ہے چونکہ اسلام کا دیگر مذاہب پر نہ تھا اس کیے اللہ تعالیٰ نے جہاد کے احکام اپنی کتاب پاک میں نازل فرمائے اور ساتھ آپؐ نے اپنے قول و عمل سے ان احکام کی تشریح کی ہے۔

قرآن دلائل کی موت سے دوسرے مذاہب پر اسلام کی فضیلت یا برتری ثابت کرنا جہاد بالقرآن ہے۔اور اگر زور قلم سے کی جائے تو اسے جہاد بالقلم کہیں گے۔اگر انسان اپنی نفسیاتی خواہشات پر قابو پانے کی کوشش کرے تو یہ جہاد با قلب ہے اگر راہ میں جان کی بازی لگادی جائے تو یہ جہاد بالنفس ہے۔ جہاد کے وسیع تر مفہوم کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو مسلمان کی ہر صبح و شام بلکہ ہر لمحہ ہر لحظہ حق اور اعلا کلمتہ الحق کی خاطر بسر ہوتا ہے۔پس جہاد کا مفہوم اگر اسے دشمنوں کے مقابلے میں لڑنے اور خون بہانے تک محدود کردیا جائے۔تو یہ بڑی زیادتی ہوگی۔

اسلام کی تاریخ پر جن لوگوں کی نظر ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ کفار مکہ نے (اولین مومنین) کو کتنی بڑی اذیتیں دیں۔ان کو ستانے کے لیے کیسے انداز ظلم و ستم ایجاد کیے۔حبیب خدا کو کیسی تکلیفیں دیں اور انہیں جلاوطن کرنے، نظر بند کرنے بلکہ قتل کردینے کے منصوبے باندھے۔یہاں تک کہ حضرت محمدؐ خدا کے حکم سے مدینہ تشریف لے گئے۔وہاں حضورؐ نے مہاجرین و انصار کے تعاون سے ایک نئے معاشرے، نئے تمدن اور نئی ریاست کی داغ بیل ڈالی۔کفار مکہ اپنے یہاں بھی انہیں آرام سے نہ رہنے دیا۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ اوران کے صحابہ کرام کو اپنی جان و مال، عزت و ناموس اور دین کی حفاظت کی غرض سے جہاد کی اجازت دے دی۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اوران کے صحابہ کرامؓ کو اپنی جان و مال، عزت و ناموس اور دین کی حفاظت کی غرض سے جہاد کی اجازت دے دی۔

تقویٰ:۔لغت میں لفظ تقویٰ کے معنی ہیں ڈرنا، بچنا، پرھیز کرنا۔اس کے اہم معنی لفظ ارتقاء اور تقاۃ ہیں۔اصطلاح میں دل کیا ایک خاص کیفیت کا نام تقویٰ ہے۔جس کی بنا پر انسان میں خدا کے حکم کے مطابق نیک عمل کی رغبت اور برے عمل سے شدید نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں لفظ اخشیت اور حدیث میں ورع کا لفظ اور اردو میں اللہ کا خوف ایسی مفہوم کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

www.pakeducationzone.com

تقویٰ انسان کو ہر لمحہ اللہ کا خوف پیدا کر کے برائی سے باز رکھتا ہے۔حضرت عمرؓ نے کعب احبار سے کہا کہ تقویٰ کی تعریف بتائیے۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ کبھی خاردار راستے پر چلے ہیں؟ فرمایا ہاں پھر پوچھا کہا آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے حفاظت کی اور اپنے کپڑے سمیٹ کر چلا۔حضرت کعب نے کہا کہ یہ ہی تقویٰ ہے اسی قسم کی روایت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے۔

دنیاوی زندگی ایک خاردار جنگل کی طرح ہے اگر کوئی شخص خود کو غلط راہوں سے بچاتا ہوا گزر جائے تو وہ متقی ہے۔حضور اکرمؐ نے بھی حصول تقویٰ پر بہت زور دیا ہے۔آپؐ کا شاید ہی کوئی خطبہ تقویٰ کی اہمیت سے خالی ہوتا ہو۔حجتہ الوداع کے موقع پر لاکھوں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

خوب سن لو کہ کسی عربی کو عجمی پر کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں۔اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو صرف تقویٰ کے سبب۔

تقویٰ کے فوائد:۔تقویٰ دین اسلامی کی روح پر اور تمام نیک کاموں کی غرض اور مقصود اصل ہے تقویٰ اختیار کرنے سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

انسانی رہن سہن و فکر میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

عبادات میں دل لگتا ہے اور خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔

حرام اور مشتبہ چیزوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کے نزدیک اجر عظیم کا باعث ہے۔

رزق کی تنگی سے بچاتا ہے۔

دشمن کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

www.pakeducationzone.com